TARIKH

A QUARTERLY JOURNAL OF HISTORY AND ARCHAEOLOGY.

Editor
HAKIM SAYYID SHAMS-ULLAH QADRI,

Asst Editor.
SAYYID AHMAD-ULLAH QĀDRI.

CONTENTS.

SUPPLEMENTS.

Printed Published at
THE TARIKH PRESS, KOTLAH AKBAR JAH,
Hyderabad-Deccan.

Annual Subscription Rs. 5 or Shilling 8, Postage Extra, for

جلد دوم　　　　بابت اکتوبر - ڈسمبر ۱۹۳۰ء　　　　حصہ ششم

تاریخ

تاریخ و آثار قدیمہ کا سہ ماہی رسالہ

ضمیمہ

تاریخ

کی نسبت بعض معاصرین کے آرا

اردو۔ جلد نہم ص ۲۶۵ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

تاریخ اور آثار قدیمہ کا سہ ماہی رسالہ ہے اس کے اڈیٹر جناب حکیم سید شمس اللہ صاحب قادری ہیں جو تاریخ اور آثار قدیمہ کے بڑے ماہر اور ان مباحث پر ان کی کئی کتابیں اور متعدد مضامین شایع ہو چکے ہیں ہمارے ناظرین ان سے خوب واقف ہیں اور اس سے وہ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ کس پایہ کا ہوگا۔ پہلا نمبر جو ہمارے سامنے ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قابل اڈیٹر اور ان کے معاونین نے رسالہ بڑی محنت سے مرتب کیا ہے اور بہت دلچسپ اور محققانہ مضامین اس کے لئے مہیا کئے گئے ہیں تاریخ کے شائقین کے لئے بہت اچھا تحفہ ہے

اورنٹیل کالج میگزین بابت اگست سنہ ۱۹۲۹ء جلد ۵ نمبر ۴

حکیم سید شمس اللہ صاحب قادری ان باکمال بزرگوں میں سے ہیں جن کو اسلامی تاریخ و آثار قدیمہ سے قدرتی شغف ہے آپکی علمی خدمات اور تصنیفات اسکے شاہد عادل ہیں اب تک ہم آپ سے بحیثیت مورخ ادبیات فارسی و اردو واقف تھے مگر اب ہم ان سے بہ حیثیت مدیر رسالہ "تاریخ" معرف ہوتے ہیں رسالہ "تاریخ"

ایک سہ ماہی رسالہ ہے اور مقصد کے لحاظ سے اسم با مسمّٰی یعنی اس میں تاریخ و آثار قدیمہ کے متعلق مضامین شایع کئے جاتے ہیں یہ پرچہ، جنوری سنہ ۱۹۲۹ء سے جاری ہوا ہے، پہلا نمبر بابت جنوری ہمارے پیش نظر ہے اس کے مضامین کی فہرست درج ذیل ہے۔

مملکت آصفیہ، ۱۱۴ سنہ ۱۱۶۰ء میں۔ کتب خانہ اسکندریہ۔ سید معصوم نامی سلاطین بہمنیہ۔ قنوج۔ تبصرے۔

ترجموں کے سوا باقی تمام حصہ غالباً حضرت مدیر کے زور قلم کا نتیجہ ہے، اور ہمیں تعجب ہے کہ اہل حیدر آباد ایسے مفید اور ضروری رسالہ کی قلمی اعانت سے غافل نظر آتے ہیں

ہمیں رسالے کے مضامین میں سید معصوم نامی پر اڈیٹر صاحب کا مضمون پسند آیا۔ حکیم صاحب نے اس کو اپنے انداز خاص میں لکھا ہے ہم ان کی اطلاع کیلئے اس قدر عرض کرتے ہیں کہ ابھی اور ایسے مقامات باقی ہیں جہاں معصوم کے کتبات موجود ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ملک کے علمی حلقوں میں حکیم صاحب کے اس اہم رسالے کی کما حقہ قدر کیجائے گی۔ اور رسالے کو حسب دلخواہ کامیابی نصیب ہوگی کیونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے مخصوص طور پر تاریخ اور آثار قدیمہ پر یہ پہلا رسالہ ہے جو اردو زبان میں شایع ہونا شروع ہوا ہے

زمانہ بابت مئی نمبرہ جلد ۵۲

ہمارے مکرم دوست حکیم سید شمس اللہ صاحب قادری ماہر آثار قدیمہ حیدرآباد دکن نے شروع سال رواں سے ایک سہ ماہی رسالہ تاریخ کے نام سے جاری کیا ہے جس کا واحد مقصد تاریخی واقعات اور آثار قدیمہ پر تبصرہ اور تنقید کرکے صحیح و مستند حالات پبلک کے روبرو پیش کرنا ہے اس رسالہ کا پہلا پرچہ شائع ہوچکا ہے جس میں مملکت آصفیہ، کتب خانہ اسکندریہ، اور قنوج وغیرہ کے متعلق نہایت تحقیقی و مفید مضامین درج ہیں ہم اس رسالہ کے اجراء پر حکیم صاحب کو مبارکباد

دیتے ہیں اور ناظرین "زمانہ" سے اس کی خریداری کی سفارش کرتے ہیں۔ تاریخ کی سالانہ قیمت پانچ روپیہ ہے۔

معارف بابت مارچ سنہ ۱۹۲۹ء نمبر ۳ جلد ۲۳

تاریخ حیدرآباد ضخامت ص ۹۶، جناب حکیم سید شمس اللہ صاحب قادری اثری و تاریخی مضامین کی اشاعت میں تقریباً خمس صدی سے مشہور ہیں اب ان دو مضامین میں سے مختص ایک سہ ماہی رسالہ شایع کرنا شروع کیا ہے اردو میں اس موضوع میں مورخ و عبرت کے بعد شاید یہ پہلا اور ان دونوں سے بہت بہتر رسالہ ہے اصل مضامین سے تراجم و ماخوذات کی تعداد گو زیادہ ہے لیکن جو کچھ بھی ہے تاریخی حیثیت سے مفید اور پر از معلومات ہے اور ہم کو امید رکھنا چاہیئے کہ اس کے آئندہ نمبر حقیقی تاریخی تاریخ پر مشتمل ہوں گے ہم تاریخ دوست احباب سے اس رسالہ کے مطالعہ کی سفارش کریں گے۔ سالانہ قیمت صہ۔ کوٹلہ اکبر جاہ حیدرآباد دکن۔

ہمایوں بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء ص ۶۲۴

تاریخ ——— تقریباً ایک سال سے جاری ہے اس میں تاریخ اور آثار قدیمہ کے متعلق بلند پایہ اور محققانہ مضامین درج ہوتے ہیں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کو اس کی قدر کرنی چاہیئے۔

دکن کی علمی ترقیاں

سلاطین قطب شاہیہ کے عہد میں

نمبر (۲)

سلطان محمد قطب شاہ ۱۰۲۰ھ تا ۱۰۳۵ھ

محمد قطب شاہ سلطان محمد قلی کا بھتیجا اور محمد امین بن ابراہیم قطب شاہ کا فرزند تھا۔ ۲۳ رجب ۱۰۰۱ھ کو اس کی ولادت ہوئی۔ ۱۹ ذی القعدہ ۱۰۲۰ھ کو اپنے چچا کا جانشین قرار پایا اور پندرہ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۳ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو انتقال کیا۔ اس وقت اس کی عمر چونتیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔

محمد قطب شاہ کا زہد و اتقا۔ محمد قطب شاہ عالم و فاضل اور صاحب زاہد و تقوی بادشاہ گزرا ہے۔ امور سلطنت میں ہمیشہ احکام شرع کو ملحوظ رکھتا اور کوئی حکم خلاف شرع صادر نہیں کرتا تھا باوجود نوعمر ہونے کے اس نے وہ تمام لذات نفسانی ترک کر دیے تھے جن کی شرع میں ممانعت ہے۔ اعمال دینی کو اشغال دنیوی پر مقدم رکھا کرتا تھا روزانہ صبح بعد نماز کلام اللہ کا ایک جز تلاوت کرتا اور التزام کے ساتھ مہینے میں ایک مصحف ختم کیا کرتا تھا۔ صوم و صلوٰۃ کا سخت پابند تھا۔ یہاں تک کہ ساری عمر

اس کی نماز تہجد بھی قضا نہیں ہوئی تھی۔ حدیقۃ العالم میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے جب مکہ مسجد کی بنا ڈالنی چاہی تو حکم دیا کہ ایسا شخص سنگ بنیاد رکھے جس کی نماز تہجد قضا نہیں ہوئی ہے۔ اس وقت علما، فضلا، صلحا، امرا سب جمع تھے لیکن ان میں ایسا کوئی شخص نہیں نکلا تو خود بادشاہ نے یہ کہہ کر کہ ساری عمر میری نماز تہجد قضا نہیں ہوئی ہے اپنے دست خاص سے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ [1]

محمد قطب شاہ کے مجالس علمی

بادشاہ کی مجلس میں روزانہ ارباب فضل جمع ہوتے اور مسایل مہمہ پر بحث و مباحثے ہوا کرتے تھے۔ خود بادشاہ بھی شریعت و حکمت کے اسرار و عوامض بیان کرتا اور اتمام حجت کیلئے ایمہ فن کے اقوال اور منطق کے دلایل سے استدلال کیا کرتا تھا اس میدان میں کامیابی عموماً بادشاہ کے ہاتھ رہا کرتی تھی، ارباب تاریخ جب کسی واقعہ کا آغاز کرتے تو بادشاہ اس کے متعلق روایات کے تمام اختلافات کا ذکر کرتا اور ارباب مجلس اس کے افادات دانشمندانہ سے مستفیض ہوا کرتے تھے۔ [2]

محمد قطب شاہ کا مطالعہ کتب

محمد قطب شاہ مطالعہ کا بڑا شایق تھا اور جمیع علوم و فنون کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ کتب سیر و تواریخ سے زیادہ دلچسپی تھی نظم و نثر کی جو کتاب اس کے مطالعہ میں آتی اس کی ابتدا میں یا خاتمہ پر کتاب کا نام مصنف کی کیفیت یا کوئی اور مفید نکتہ اپنے دست خاص سے لکھ دیا کرتا تھا۔ اور اس تحریر سے عموماً کتاب اور مصنف دونوں کی حقیقت عیاں ہو جاتی تھی اگر کوئی شخص ان عبارتوں کو جمع کرتا تو یہ مجموعہ نکات النفیسہ اور فواید بدیعہ کا ایک بے نظیر ذخیرہ ہو جاتا۔ [3]

---

[1] حدیقۃ العالم جلد اول ص ۲۸۴۔

[2] قطب شاہی ص ۲۲۷۔

[3] حدیقۃ العالم جلد اول ص ۲۳۵

محمد قطب شاہ کے دست خاص سے لکھے ہوئے تحریرات

دنیا کے بعض کتب خانوں میں قطب شاہی کتاب خانہ کی ایسی کتابیں اب بھی موجود ہیں جن پر محمد قطب شاہ کے دست خاص کی لکھی ہوئی تحریرات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً کتب خانہ آصفیہ میں کلیات جامی اور کلیات قطب شاہ کے دو نسخے ہیں۔ جامی کا کلیات سنہ ۹۸۰ھ کا لکھا ہوا ہے اور اس پر محمد قطب شاہ نے اپنے ہاتھ سے مولانا جامی کی حسب ذیل غزل نقل کی ہے اور آخر میں تاریخ اور اپنا نام بھی لکھدیا ہے۔

از خار خار عشق تو در سینہ دارم خارہا — ہردم شگفتہ بر زخم زان خارہا گلزارہا

از بس فغان و شیونم چنگیست خم گشتہ تنم — اشک آمدہ تا دامنم از ہر مژہ چوں تارہا

تا سوے باغ آری گذر سرو صنوبر را نگر — قمری پے نظارہ سر برکردہ از دیوارہا

زاہد بمسجد برده پے حاجی بیاباں کردہ طے — جامی کہ باشد نقل دے بیکاری آئین کارہا

تو دادہ دل باہر خسے من مردم از غیرت بسے — یکبار سیر دہر کسے بیچارہ جامی بارہا

کتبہ العبد الخالص لمولاہ سلطان محمد قطب شاہ زاد توفیقہ فیما یمنانی تاریخ ۲۸ شہر رمضان سنہ ۱۰۲۳ھ

کلیات محمد قلی قطب شاہ کے سرورق پر حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے

کلیات اشعار فصاحت آثار جنت مکانی فردوس آشیانی مغفرت پناہ عمی عالیحضرت محمد قلی قطب شاہ نور مرقدہ تمام شد در کتاب خانہ مبارک بخط محی الدین کاتب بتاریخ اوایل شہر رجب المرجب بسنہ خمس وعشرین اعنی بعد الف من الھجرت فی دار السلطنت حیدر آباد حرس اللہ عن الافساد

کتبہ العبد الخاص لمولاہ سلطان محمد قطب شاہ بلغہ اللہ تعالے فیما یشاء

بانکے پور کی اورینٹل لائبریری میں دیوان حافظ کا ایک نسخہ ہے اسکے خاتمہ پر حسب ذیل عبارت تحریر ہے۔

دیوان خواجہ حافظ تمام شد در کتاب خانہ عامرہ بخط محمد حسن کاتب

بتاریخ اوایل جمادی الثانی سنہ ۱۰۲۳ ہجری در دارالسلطنت حیدرآباد
حرسہ اللہ عن الافساد کتبہ العبد الخاص لمولاہ سلطان محمد قطب شاہ

برلین کی امپیریل لائبریری میں روضتہ الصفا کی جلد چہارم ہے اس پر بادشاہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی حسب ذیل تحریر ہے ۔

جلد چہارم از تاریخ میرخوند کہ مسمی ست بروضتہ الصفا در بیان قضایای
بادشاہان عجم کہ معاصر بنی عباس بودہ اند ۔ کتبہ العبد الخاص لمولاہ
سلطان محمد قطب شاہ زاد توفیقہ فیما بناہ تاریخ عشرین شہر رمضان ۱۰۲۳ھ
نجف شاہ بندۂ سلطان محمد قطب شاہ کتاب دار سنہ ۱۰۲۰ ہجری ۔

محمد قطب شاہ کا کتبخانہ اور کتابوں کی تعداد

کتب خانہ کی عمارت دولت خانہ شاہی میں الاوہ کے قریب بنی ہوئی تھی اس میں جمیع علوم وفنون کی کتابیں موجود تھیں اور ان کتابوں کو فنون کے اعتبار سے علحدہ علحدہ رکھا گیا تھا ۔ ہر کتاب کے ورق اول پر بادشاہ کی مہر نقش کیجاتی اس کے نیچے کتابدار کی مہر یا اوس کا نام لکھا ہوا ہوتا اس کے اوپر یا بائیں جانب کتاب کا نام اور اس کے نیچے کتابوں کی جملہ تعداد درج رہا کرتی تھی سنہ ۱۰۲۵ھ میں جب کلیات محمد قلی قطب شاہ داخل کتب خانہ ہوا ہے تو اس وقت جملہ کتابیں (۱۷۳۷۹) تھیں ۔ محمد قطب شاہ نے اس میں بے شمار کتابیں اضافہ کیں چنانچہ سنہ ۱۰۳۴ھ میں جب ملا آفندی کی جواہر الاسرار داخل ہوئی تو اس وقت جملہ کتابوں کا شمار (۲۶۹۲۷) تہا اس سے ظاہر ہے کہ سنہ ۱۰۲۵ھ سے سنہ ۱۰۳۴ھ تک نو سال کی مدت میں (۹۵۴۸) کتابوں کا داخلہ ہوا تہا ۔

محمد قطب شاہ کے کاتب

محمد قطب شاہ کے زمانہ میں نجف شاہ کتاب دار تہا محی الدین شیخ حسین اور ملا عرب شیرازی کاتب تھے اور کتب خانہ کیلئے نادر و نایاب کتابوں کی نقلیں کیا کرتے تھے ملا عرب کا نام محمد مومن تہا ۔ اس کو قطعہ نویسی اور

کتابہ نگاری میں بھی کمال حاصل تھا۔ اس کے زود نولیسی کی یہ کیفیت تھی روزانہ بیس پچیس سطر دن کے ساتھ ستر صفحے بلا تکلف لکھدیا کرتا تھا۔ اس نے محمد قطب شاہ کے لئے سنہ ۱۰۲۰ھ میں جہانگیر نامہ کی کتابت کی تھی۔ یہ نسخہ اس وقت بانکے پور کی اورنٹیل لائبریری میں موجود ہے۔ اور کاتب نے اس کے خاتمہ پر حسب ذیل عبارت لکھی ہے۔

محمد قطب شاہ کے عہد کا لکھا ہوا جہانگیر نامہ

تباریخ یوم الاربعا سلخ ذوالحجہ سنہ ۱۰۲۰ھ در دارالسلطنت حیدرآباد مصوناً عن کل شر و فساد برسم خزانہ کتب اعلیٰ حضرت السلطان العادل الکامل افتخار السلاطین فی الزمان واشرف الخواقین فی الدوران السلطان بن السلطان السلطان الخاقان بن الخاقان لازال رایات دولتہ منصورہ منصورہ و اعداد حضرت مشہورہ بید الفقیر محمد مومن مشہور بہ عرب شیرازی سمت تحریر یافت

سنہ ۱۰۶۶ھ میں اورنگ زیب نے حیدرآباد پر حملہ کیا اور اس کے فرزند شاہزادہ محمد سلطان نے ۵ ربیع الآخر کو شہر پر متصرف ہوکر بہت سے کارخانجات شاہی تاراج کئے اس ہنگامہ میں چینی کے برتن اور نفیس کتابیں بکثرت مغلوں کے ہاتھ آئیں۔ ان میں یہ نسخہ بھی تھا۔ اور اسے جب مغلیہ کتب خانہ میں داخل کیا گیا تو اس کے ورق اول پر شاہزادہ محمد سلطان نے اپنے قلم سے حسب ذیل عبارت بطور یادداشت تحریر کردی۔

این کتاب جہانگیر نامہ را کہ حضرت جنت مکانی خود تصنیف نمودہ اند در دارالفتح حیدرآباد از کتب خانہ قطب الملک گرفتہ شد،

حررہ محمد سلطان

محمد قطب شاہ

محمد قطب شاہ قاضی محمد سمنانی کا شاگرد تھا اور اس سے عربی فارسی کی شاعری

جملہ علوم منقول و معقول تحصیل کئے تھے۔ طبیعت بھی موزون پائی تھی بمثل اپنے چچا سلطان محمد قلی کے فارسی اور دکنی دونوں زبانوں میں شعر کہا کرتا تھا فارسی میں ظل اللہ اور دکنی میں قطب شاہ تخلص تھا۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

از التفات دلبر عالی مقام ما — گردون زدہ است سکہ شاہی بنام ما
شام و صباح ماست چو شام و صباح عید — بریاد دوست چون گذرد صبح و شام ما
شد پائمال شادی وصلت غم فراق — دوران چہ خوش کشید ز ہجر انتقام ما
ترسم ز اشک تازہ خورم تشنگی کرد — قاصد بکوش یار چو گوئی پیام ما
دلم نالان ز دست دوری تست — ہنوزم حسرت مہجوری تست
تو خورشیدی و من چون ذرہ زان رو — دلم لرزان ز تاب دوری تست
بہ بیداری نہ بینم لیک در خواب — دلم فرخندہ از مسروری تست
لالہ رویان ز غم دہر نجاتم دادند — در شراب لب خود آب حیاتم دادند
نشئہ بادہ ز آتش بلبم افشاندند — در طرب خانۂ دل نقل صفاتم دادند
تلخ کامیم شدہ دور کہ شیرین دہنان — از شکر ریزی لب طرفہ نباتم دادند

محمد قطب شاہ کی بہن شہر بانو بیگم

خدیجہ سلطانہ شہر بانو بیگم امیر محمد امین ابن سلطان ابراہیم قطب شاہ کی دختر اور سلطان محمد قطب شاہ کی بہن تھی ۱۰۲۱ھ[1] میں سلطان محمد بن ابراہیم عادل شاہ (۹۸۸ھ) کے ساتھ اس کا عقد ہوا تھا وہ ذی علم عورت تھی۔ زبان اردو کے اولین سرپرستوں میں اس کا نام شریک ہے۔ اس نے کمال خان رستمی سے ۱۰۵۹ھ میں خاور نامہ کا نظم اردو میں ترجمہ کرایا تھا، خاور نامہ فارسی کی مشہور کتاب ہے اس میں امیر المومنین جناب علی علیہ السلام کے محاربات مذکور ہیں اور

کمال خان رستمی اور خاور نامہ کا ترجمہ

---

[1] یہ بیان خاور نامہ کے دیباچہ سے ماخوذ ہے برخلاف اس کے حدیقۃ العالم (جلد اول ص ۲۴۳) میں لکھا ہے کہ محمد عادل شاہ کے ساتھ محمد قطب شاہ کی دختر اور عبداللہ قطب شاہ کی بہن کا عقد ہوا تھا،

اسے محمد بن حسام خوانی نے ۸۳۰ھ میں تصنیف کیا ہے[1]۔ یہ ترجمہ نہایت کمیاب ہے اس کا صرف ایک نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس میں موجود ہے۔ جس میں پندرہ رنگین تصاویر اور ایک ہزار چھیاسی صفحات ہیں[2]

ملک خوشنود
شاہزادی کا جب عقد ہوا تو سلطان عبد اللہ نے اس کے جہیز میں ایک حبشی غلام بھی دیا تھا۔ جس کا نام ملک خوشنود تھا اور یہ نہایت ہوشیار اور ذی علم تھا اردو میں شعر بھی خوب کہا کرتا تھا۔ محمد عادل شاہ کی فرمائش سے امیر خسرو کی مشہور مثنوی ہشت بہشت کا دکنی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۰۵۰ھ میں تمام ہوا ہے اور برٹش میوزیم میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے[3]۔

اور ہشت بہشت کا ترجمہ

تاریخ قطب شاہی
محمد قطب شاہ نے جلوس کے پانچویں سال ۱۰۲۵ھ میں اپنے خاندان کی ایک تاریخ لکھوائی ہے۔ جو تاریخ محمد قطب شاہی کے نام سے مشہور ہے اس کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی درباری مورخ نے اس خاندان کی ایک تاریخ لکھی تھی۔ جو نہ صرف مبسوط و مطول تھی بلکہ اس میں ایسی باتیں بھی درج تھیں جن کو تاریخ سے کوئی واسطہ نہ تھا اس لئے بادشاہ کے حکم سے اس کا اختصار کیا گیا اور ۱۰۲۶ھ میں اس کی تصنیف و تبیض سے مصنف نے فراغت حاصل کی۔

یہ کتاب ایک مقدمہ چار مقالے اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے
مقدمہ میں سلاطین قطب شاہیہ کا نسب نامہ۔ امیر قرا یوسف ترکمان اور اس کی اولاد کے حالات مرقوم ہیں۔

---

[1] ایتھے انڈیا آفس ص ۸۲
[2] بلوم ہارٹ۔ انڈیا آفس ص ۳۵۔
[3] بلوم ہارٹ برٹش میوزیم ص ۵۰

مقالہ اول میں سلطان قلی قطب شاہ کا تذکرہ ہے۔
مقالہ دوم میں جمشید قلی اور اس کے فرزند سبحان قلی کے حالات ہیں
مقالہ سوم ابراہیم قطب شاہ اور
مقالہ چہارم محمد قلی قطب شاہ سے تعلق رکھتا ہے۔
خاتمہ میں محمد قطب شاہ کے حالات تخت نشینی سنہ ۱۰۲۰ھ سے
جلوس کے چھٹے سال تک مذکور ہیں۔

اس وقت اس تاریخ مبسوط کا پتہ چلانا دشوار ہے جس سے یہ کتاب مختصر کی گئی ہے۔ بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ تاریخ خورشاہ کا اقتباس ہے جو ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں اختتام کو پہونچی ہے۔ بعض اس کے علاوہ کسی اور کتاب کو اس کی اصل قرار دیتے ہیں جو امتداد زمانہ کے باعث ناپید ہو کر گمنام ہوگئی ہے کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ایک کتاب کا اختصار نہیں ہے بلکہ اسمیں متعدد کتابوں سے مضامین اخذ کئے گئے ہیں۔ چنانچہ بعض مقامات پر تاریخ محمود شاہی اور مرغوب القلوب کے حوالے نظر آتے ہیں ان میں سے پہلی کتاب ملا عبدالکریم ہمدانی نے محمود شاہ بہمنی کے عہد میں لکھی ہے دوسری کتاب کو صدر جہاں ملا حسین الطبسی نے ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ میں تصنیف کیا ہے۔

محمد قطب شاہ کے اخیر عہد میں اس کے علاوہ اس خاندان کی ایک اور تاریخ بھی تصنیف ہوئی ہے جس کا نام ماثر قطب شاہی ہے۔ اس کا مصنف محمد بن عبداللہ نیشاپوری ہے۔ جو محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں ولایت سے آکر شاہی ملازمت میں شامل ہوا۔ اس لئے اپنی کتاب میں سلطان

ماثر قطب شاہی

لہ ایتھے، انڈیا آفس ص ۶۲۴ھ۔

محمد قطب شاہ کی وفات تک حالات تحریر کئے ہیں۔ ان کے ضمن میں سلاطین معاصر اور خصوصاً سلاطین صفویہ کے حالات کو زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں واقعات ایران کی اخیر تاریخ ۱۰۳۸ھ مذکور ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ شاہ عباس ثانی نے انتقال کیا اور شاہ صفی اس کا جانشین قرار پایا تھا۔

یہ کتاب عالم آرائے عباسی کے طرز پر فصیح و بلیغ اور مسجع و مقفی عبارت میں لکھی گئی ہے اس کی تین جلدیں ہیں اور ہر جلد کو مصنف نے چار چار مقالات پر تقسیم کیا تھا۔ اس کا ایک نسخہ کرنل میکنزی کو ارکاٹ میں ملا تھا۔ جو اس وقت انڈیا آفس میں موجود ہے اور اس پر پروفیسر ولسن نے اپنی کتاب میں ایک نوٹ بھی لکھا ہے۔

میر محمد مومن استرآبادی

میر محمد مومن استرآبادی جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ قطب شاہی دربار کے علمائے کبار اور امرائے عظام سے تھے۔ محمد قطب شاہ نے انہیں حسب سابق وکالت و پیشوائی کے عہدوں پر بحال رکھا تھا اور میر صاحب ان خدمات کو گیارہ سال تک انجام دیتے رہے۔ ۱۰۳۴ھ میں میر صاحب کا انتقال ہوا تو بادشاہ نے یہ منصب جلیل کسی کے تفویض نہیں کیا بلکہ دیگر امور سلطنت کے ساتھ اس کو بھی بذات خود انجام دیتا رہا ہے [۱]

محمد قطب شاہ کے دربار میں کئی علما اور مصنف موجود تھے اور انہوں نے بادشاہ کے نام پر مختلف علوم میں متعدد و مفید و کارآمد کتابیں تصنیف کی تھیں۔

تجرید کی فارسی شرح

محقق نصیر الدین طوسی نے علم کلام میں ایک کتاب تجرید کے نام سے لکھی تھی۔ محمد قطب شاہ کی فرمائش سے شیخ زین الدین علی اللہ بخشی نے فارسی میں اس کی شرح لکھی اور تحفۂ شاہی کے نام سے اسے موسوم کیا [۲]

---

[۱] حدیقۃ السلاطین درحالات جلوس سلطان عبداللہ۔ [۲] کشف عجیب ص ۱۰۶۔ ص ۱۰۶م

امام یافعی کی روض الریاحین کا ترجمہ

مشہور صوفی امام عفیف الدین ابو عبداللہ الیافعی (المتوفی ۷۶۸ھ) نے مشائخ صوفیہ کے حالات اور آداب و اخلاق میں ایک ضخیم کتاب روض الریاحین فی حکایات الصالحین کے نام سے تصنیف کی ہے۔ محمد قطب شاہ کے ایما سے شیخ فضل اللہ بن اسد اللہ الحسینی الاعرابی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور نزہتہ العیون والنواظر فی حکایات الاولیا والاکابر نام رکھا۔ یہ بزرگ سمنان کے باشندے محمد قلی کے عہد میں وارد حیدرآباد ہوئے تھے اور ۱۰ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ کو محمد قطب شاہ کے چھٹے سال جلوس میں یہ ترجمہ تمام کیا۔ خاص مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا اس کا نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس میں موجود ہے[۱]

داستان امیر حمزہ

مرزا محمد حاجی ہمدانی ایک قصہ خوان ۱۰۲۲ھ میں عراق سے حیدرآباد میں آیا محمد قطب شاہ کے لئے امیر حمزہ کی داستان فارسی میں ترجمہ کیا اور اسے زبدۃ الرموز کے نام سے موسوم کیا اس کا نسخہ بانکی پور کے کتب مشرقیہ میں موجود ہے۔[۲]

حکیم تقی الدین محمد مصنف میزان الطبائع۔

حکیم تقی الدین محمد بن صدرالدین علی محمد قطب شاہ کے درباری اطباء سے تھا اس نے بادشاہ کے لئے ایک قرابادین مرتب کیا ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ ادویہ کے امزجہ اور ان کی تحقیق کے طریقے بیان کئے ہیں اس کے بعد ہر دوا کے تحت میں اس کے استعمال کا محل و موقع بھی تحریر کر دیا ہے اس کا نام میزان الطبائع قطب شاہی ہے اور اس کے نسخے حیدرآباد، رامپور، ٹیپو سلطان اور انڈیا آفس کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

---

[۱] ایتھے انڈیا آفس ص ۲۷۶۔

[۲] محبوب الالباب ص ۳۲۷۔ بانکی پور جلد ہشتم ص ۱۷۹۔

ذکریا رازی کے رسالہ برالساعۃ کا ترجمہ

محمد قطب شاہ کے عہد میں جو کتابیں تصنیف ہوئی ہیں ان میں برالساعۃ کا ترجمہ بھی قابل ذکر ہے اس کو ابوابکر محمد بن زکریا رازی المتوفی ۳۱۱ھ نے لکھا ہے[۱] اور اس میں طب عملی کے بعض مسائل مبہمہ مذکور ہیں۔ بادشاہ نے اپنے کسی درباری طبیب سے اس کا ترجمہ کرایا جو ۱۰۲۳ھ کے قریب تمام ہوا ہے۔ مترجم نے توضیحات کے لئے بعض نکات و فوائد بھی اس میں اضافہ کئے ہیں اس کا ایک نسخہ جس کے ایک سو بیس صفحات ہیں۔ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے[۲]

میر محمد مومن ادائی

میر محمد مومن یزدی[۳]۔ ادائی تخلص تھا۔ علوم حکمت و فلسفہ میں کمال رکھتے تھے علمائے ظاہر نے جب ان پر کفر و الحاد کا اتہام لگایا تو عراق سے براہ سورت ۱۰۲۰ھ میں حیدرآباد چلے آئے اور میر محمد مومن استرآبادی کے توسط سے محمد قطب شاہ کے دربار میں باریاب ہو کر منصب عالی پر فائز ہوئے نہایت متقی تھے ہمیشہ روزہ رکھتے اور نان جو سے افطار کیا کرتے تھے۔ عبداللہ قطب شاہ کے اوائل عہد میں انتقال ہوا ہے آزاد بلگرامی نے ان کی ایک رباعی نقل کی ہے۔ جو ذیل میں درج ہے۔

این عمر بباد تو نو بہاران ماند — این عیش بسیل کوہساران ماند
نو بہار جہان بزی کہ بعد از مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

۱۔ بروکلمن جلد ۱ ص ۲۳۳۔ ص ۲۳۴۔

۲۔ ایوانا ص ۲۳۷

۳۔ سرو آزاد ص ۵۴۔ تاریخ الافکار ص ۳۰۔

کرشن دیورائے

بیجانگر کا فرمانروائے اعظم

از جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب ایم۔اے

(۱)

حالات بیجانگر قبل حکومت کرشن دیورائے

سنہ ۱۳۳۶ء تا سنہ ۱۵۰۹ء

دکن پر مسلمانوں کی مہمات نے جنوبی ہند کے تین معتبر ہندو خانوادوں کی جڑیں کاٹ دیں۔ یادو رائے دیوگری کاکیتیائے ورنگل اور ہوسیالائے دوارسمندران مہمات کی بنا علاء الدین خلجی نے ڈالی اور ان کا سلسلہ علاء الدین کے قابل جنرل ملک کافور نے کامیابی کے ساتھ جاری رکھا۔ سنہ ۱۳۲۰ء میں خلجی خاندان کا خاتمہ ہوا

اور تغلق شاہی خاندان کا عروج شروع ہوا۔ محمد تغلق کے عہد حکومت میں مختلف صوبہ جات کے حکمرانوں نے شاہی تخت سے قطع تعلق کر کے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ بنگال۔ گجرات اور ملتان علیحدہ ہو گئے[1]۔ ورنگل کی ہندو سلطنت نے کچھ عرصہ کے لئے کھوئی ہوی حکومت پھر حاصل کر لی اور حسن گنگو ایک افغانی غلام دکن کا بادشاہ بن بیٹھا۔ ان ہی فتنہ و فساد اور بد نظمی کے ایام میں جبکہ زمانہ اور حالات ایک جدید قوت کے ظہور و عروج کے موافق تھے۔ دو بھائی ہری ہر اور بکّا نے جو حکومت ورنگل میں بہ حیثیت خزانہ دار رہ چکے تھے جنوبی ہند کے تباہ شدہ ہندو خاندانوں کے بچے کچے افراد کو ایک جا جمع کر کے سلطنت بیجا نگر کی بنیاد ڈالی[2]

اس طرح قائم کی ہوئی حکومت کو دن بدن وسعت ہوتی گئی اور اس نے ایک خاص قسم کی اہمیت حاصل کر لی۔ ہری ہر کا بھائی اور جانشین بکّا نے پایۂ تخت بنوادیا اور اس کا نام بدل کر بیجا نگر دوسرے الفاظ میں "فتح کا شہر رکھا"۔ ہری ہر اور بکّا نے کبھی اپنے کو بادشاہ مشہور کرنے کی جرأت نہیں کی[3] وہ سردار تھے اور انہوں نے اودیرا اور مہا مند السوارا کا لقب اختیار کیا۔ بکّا کا بیٹا ہری ہر ثانی پہلا شخص تھا جس نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا[4]۔ اس کے لئے یہ باعث فخر ہے کہ اس نے جنوبی ہند کے مختلف مقدس مقامات کی زیارت کی اور سولہ مذہبی رسوم بجالائے جس سے مسٹر رائیس نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کی

---

[1] ایلیٹ جلد سوم ص ۲۴۵۔

[2] ابن بطوطہ اور نونز دونوں نے ان اسباب کو واضح طور پر بیان کیا ہے جو سلطنت بیجانگر کے عروج کا باعث ہوئے ملاحظہ ہو نونز ص ۲۹۲ - ۲۹۳ - اور ایلیٹ جلد سوم ص ۶۱۵ - ۶۱۶ -

[3] اے فارگاٹن ایمپائر ص ۲۵ -

[4] شاہ کا لقب اختیار کرنا اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ملادیوی - رام دیو یادوا بادشاہ کی پوتی سے شادی کی تھی - کتبات کی رپورٹ سنہ ۹۹-۱۸۹۸ء ص ۲۲ -

سلطنت دریائے کرشنا (کرنول) سے کمبا کوڈم تک بلکہ جنوب کی جانب اس سے بھی بڑھکر پھیلی ہوئی تھی[1] اس کا پوتا دیورائے ثانی جنوب میں اس خاندان اول کا زبردست بادشاہ ہوا ہے۔ اس نے فتوحات کے ذریعہ جنوبی ہند میں اپنی سلطنت کو بڑی وسعت دی اور نونز کا بیان ہے کہ شاہان سیلون پیگو نٹاسیرن۔ پولیکٹ[2] اور کولن اس کے باجگزار تھے۔ پچھلے عہدوں میں سلاطین بہمنیہ اور راجگان بیجا نگر کے مابین سخت جنگ و جدل رہا کرتا تھا اس کا سلسلہ سلاطین دکن کے ساتھ بھی جس کی ابتدا ۱۳۶۶ء سے ہوئی دو سو سال تک برابر جاری رہا اور اس کا خاتمہ اس وقت ہوا جبکہ مشہور و معروف تالیکوٹہ کی لڑائی نے اس زبردست ہندو سلطنت کی بنیاد اکھیڑ دی۔

دیورائے ثانی کی حکومت کے بعد جو زمانہ آیا امن و امان سے خالی اور خوف و خطرات سے پر تھا۔ اس وقت بیجا نگر کی حالت نہایت نازک تھی اسکے جانشین ان خوبیوں سے متصف نہ تھے جو اس میں پائی جاتی تھیں یہ عیش و عشرت میں مشغول لہو و لعب کے دلدادہ تھے اور اپنی تمام زندگی ان بدکاریوں کے لئے وقف کردی تھی اور حکومت کی باگ حریص و لالچی اور طاقتور وزیر اعظم سلوا نرسمہا کے ہاتھ چھوڑ دی گئی تھی۔ جب اس طرح مرکزی حکومت کمزور ہوتی چلی تو انتظام سلطنت میں خود بخود رخنے پڑنے لگے۔ ادہر بیرونی حملوں اور ادہر اندرونی

---

[1] میسور اور کورگ کے کتبے ص ۱۱۴۔

[2] نونز ص ۳۰۲۔ یہ ظاہر ہے کہ سلطنت کے جنوبی صوبجات جن میں تقریباً تامل دیس بھی شریک ہے بکا اول کے بیٹے کمپنا ثانی اور ہری ہر ثانی کے بیٹے ویر پاکشا نے فتح کئے تھے دیکھو کتبات کی سالانہ رپورٹ ۹۹-۱۸۹۸ء فقرہ ۵۷ اور دیکھو آرٹیکل ویر پاکشا کے سور بکا در پلیٹ مندرجہ کتبات ہندوستان جلد ہشتم۔

بغاوتوں کے خطرات سے دوچار ہونا پڑا۔ کئی سرداروں اور امرا نے خودمختار بن بیٹھنے راجہ کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا۔ گجپتی راجہ اور سلطان گلبرگہ کی باہم فوجوں نے بیجانگر پر حملہ کر بیٹھا۔ گجپتی نے اودے گری کنداودا اور شرقی ساحل کے صوبہ جات فتح کئے اور سلطان گلبرگہ نے چند بندرگاہوں پر قبضہ کرکے اس کی تجارت کو سخت نقصان پہونچایا۔ جب سلطنت کی اس طرح تباہی کے سامان مہیا ہو چکے تو سلوا نرسمہا نے جو حقیقت میں حکمران تھا[۱] خاص خاص وزرا اور سرداروں کی مدد اور متفقہ سعی سے اس خاندان کے آخری فرمانروا کو (جسے نونز پدلوراؤ لکھتا ہے) تخت سے علٰحدہ کیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا[۲] اسطرح اس خاندان کا جس بانی ہری ہر تھا اور جسے خاندان سنگمہا بھی کہا جاتا ہے خاتمہ ہو[ا]

نرسمہا سلوا کے خاندان سے تہا اور اس خاندان کو پہلے خاندان سے قریبی تعلق تہا[۳] ان کا اصلی پایہ تخت تلوادلیسا جنوبی کنارا میں سنگتیاپور تھا[۴] تاریخ میں ان کا نام ولشان تیرہوین صدی عیسوی سے پایا جاتا ہے[۵] چودہویں صدی کے وسط میں سلوا خاندان کے کچھ افراد نے بیجانگر کے باجگزار و نکی

---

[۱] ماہر کتبہ جات کی رپورٹ ۱۹۰۱-۱۹۰۰ء ص ۱۱۳

[۲] نونز ص ۳۰۶-۳۰۷ تخت سے علٰحدگی ۱۴۸۶-۸۷ء اور ۱۴۹۵-۹۶ء کے درمیان واقع ہوئی۔ مندرجہ کتبات ہندوستان جلد ہفتم ص ۷۹۔

[۳] دونوں خاندانوں کا سلسلہ نسب یادو سے جا ملتا ہے نونز (ص ۳۰۶) کا بھی بیان ہے کہ نرسمہا کو پدلوراؤ سے قریبی تعلق تہا اس کے چچا پٹیا نے وپوراے ثانی کی بہن سے شادی کی تہی۔ کتبات کرناٹک جلد دہم

[۴] کتبات کرناٹک جلد ہشتم ص ۱۶۴۔

[۵] کتبات کرناٹک جلد یازدہم ص ۵۶۔

حیثیت سے مشرقی ساحل پر اپنا تسلط جمایا۔ نرسمہا کا تعلق خاندان کے ان ہی افراد سے تھا۔[1] سلوا خاندان کے سردار نہایت وفادار اور اپنے آقاؤں کے جان نثار تھے اور نمایاں خدمات بجالائی تھیں مثلاً سلوا منگو نے جو نرسمہا کا جد امجد تھا کمپا ثانی کو مدورا کے مسلمانوں[2] کے مقابلہ میں ہر طریقہ سے کمک دی تھی اور اس کے پوتے تپا نے دیو رائے ثانی کے عہد میں نہایت شہرت حاصل کی تھی۔[3]

ہمارے موثق ماخذ نے نرسمہا کے متعلق نہایت دلچسپ واقعات بہم پہونچائے ہیں۔ فرشتہ کا بیان ہے کہ نرسمہا نہایت طاقتور راجہ تھا اور اس کی سلطنت کرناٹک اور تلنگانہ کے درمیان واقع تھی[4] صاحب برہان المآثر کا قول ہے کہ تلنگانہ اور بیجانگر کے راجاؤں میں سب سے زبردست اور طاقتور فرمانروا نرسمہا تھا۔[5] اس نے فرمانروایان اڑیسہ اور سلطان گلبرگہ کے مقابلہ میں نہایت کامیابی کے ساتھ جنگ کی تھی یہ تمام واقعات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جب نرسمہا نے ناجائز طور پر تخت حاصل کیا تو اس وقت وہ نہایت طاقتور راجہ تھا اور اسکے قبضہ میں جنوبی ہند کا ایک معتدبہ حصہ تھا۔

تخت نشین ہوتے ہی اس نے ملک کو بدنظمی اور بدانتظامی سے پاک کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اکثر سرداروں اور امراء سے وہ تمام زمینات اور

---

[1] کتبات کرناٹک جلد ہفتم ص ۷۶

[2] کتبات کی سالانہ رپورٹ ۱۹۰۴-۵ء ص ۶۲

[3] کتبات کرناٹک جلد دہم ص ۱۔

[4] فرشتہ (ترجمہ اسکاوٹ) جلد اول ص ۱۶۶

[5] میجر کنگ کی تاریخ سلاطین بہمنیہ ص ۱۱۱

جاگیرات چھین لیں جن کو انہوں نے بدامنی کے زمانہ میں (اس کے تخت نشین ہونے سے قبل) ناجائز وسائل سے حاصل کی تھیں اور تمام ملک میں امن وامان قائم کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے سوائے دیوگری کے کنداودو اور رائچور کے ان مقبوضات پر دوبارہ قبضہ کرلیا جن کو اس کے پیشرو کھو بیٹھے تھے[۱] سلوا نرسمہا نے مرتے وقت دو چھوٹے لڑکے چھوڑے ان دونوں کی پرورش اور حفاظت اس کے معتمد علیہ جنرل نرسا سا ئیکا (تلوا خاندان کے نرسمہا) کے ذمہ کی گئی اور یہی جنرل ان کے عہد طفولیت میں ان کا نائب مقرر ہوا۔ بڑا بھائی تخت نشین ہوتے ہی مارا گیا اور اس کے بھائی امادی نرسمہا نے جس کو نونز تمارا ؤ لکھتا ہے اس کے بعد حکومت کی باگ ہاتھ میں لی[۲] وہ صرف نام کا بادشاہ تھا سلطنت کا مختار اور تمام امور کے سیاہ وسفید کا مالک نرسا سا ئیکا تھا[۳] اس نوجوان فرمانروا کو زیادہ مدت تک حکمرانی کا موقع نہیں ملا اور اس کے عالی حوصلہ وزیر نے اسے قتل کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا (۱۵۰۱-۲ء)[۴]۔

---

[۱] نونز ص ۳۰۷ - ۳۰۸ -

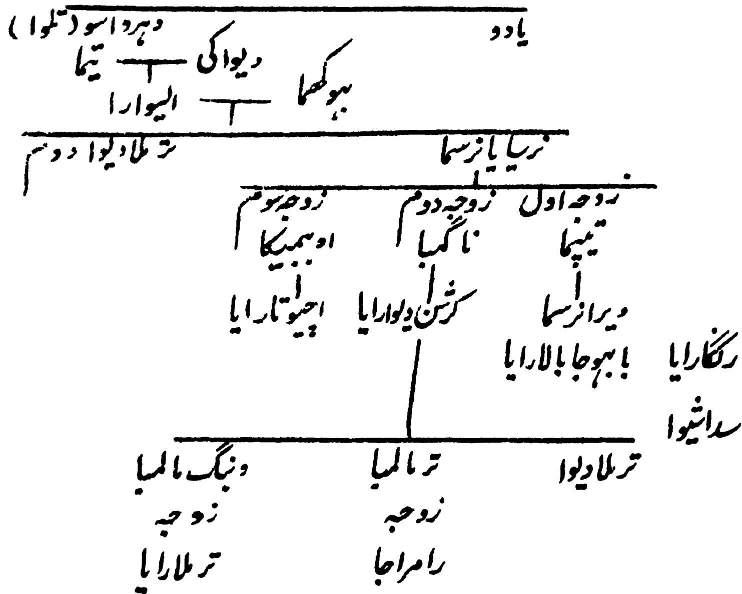
[۲] بعض کتبات میں امادی نرسمہا کے لقب تما دیوا اور دیہرماراؤ ہیں۔ نونز نے جو تماراؤ لکھا ہے وہ ان ہی القاب کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

[۳] نونز ص ۳۰۸ - اور دیکھو آرٹیکل نمبر ۳۸۶ مجموعہ کتبات بابتہ ۱۹۰۴ء

[۴] اس طرح تخت دوونہ غصب کیا گیا سلوا نرسمہا نے سنگما خاندان کا خاتمہ کیا اور نرسا سا ئیکا نے سلوا خاندان کا۔ مسٹر سویل کی رائے ہے کہ یہ واقعات ان واقعات کے بالکل برعکس ہیں جو کتبات میں پائے جاتے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ نرسا ثانی نرسا اول (نرسمہا) کا بڑا بیٹا تھا اور کرشن دیو رائے نرسمہا کا چھوٹا بیٹا تھا۔ یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے

۱۵۰۳ء میں نرسا رائے کی وفات پر اس کا بڑا بیٹا ویرانرسمہا (سُبجا بالا پرتاب) جس کو نونز نے "بسبال راؤ" لکھا ہے باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے صرف چھ سال حکومت کی اس کے بعد اس کا علاتی بھائی کرشن دیورائے نے تخت سلطنت کو زینت بخشی اب ہم اس مشہور و معروف حکمران کے حالات کیجانب متوجہ ہوتے ہیں۔

تلوا خاندان



اور ظاہر ہے کہ یہ غلطی سلوانرسمہا کے نام کو اس کے جنرل تلوانرسمہا کے ساتھ اور تلوانرسمہا کو اس کے بیٹے ویرانرسمہا کے ساتھ ملانے سے واقع ہوئی ہے۔ اس دلچسپ بحث کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ملاحظہ ہو رامیا کا آرٹیکل۔ اماد ی نرسمہا کے دیولاپلی پلیٹ کتبات ہندوستان جلد ہفتم ص ۷۳۰۔

(۲)

کرشن دیورائے کی پیدائش اس کا نام و نسب اور لڑکپن

کرشن دیورائے نرسمہا کا بیٹا اس کی دوسری بیوی ناگمبا کے بطن سے تولد ہوا تھا ہمارے ماخذ سے اس کی تاریخ ولادت کا کوئی پتہ نہیں چلتا لیکن تلنگی زبان کے ایک قطعہ میں جو نہایت مشہور ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ولادت سیلوا ہانا سکا سنہ ۱۳۰۷ء میں واقع ہوی جو تاریخ سنہ ۱۴۶۵ء کے مطابق ہوتی ہے۔[۱] پرتگالی مورخ نونز نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ ویرا نرسمہا کی وفات کے وقت جو سنہ ۱۵۰۹ء میں واقع ہوئی اس کے بھائی کرشن رائے کی عمر بیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔[۲] تقریباً ۲۳ یا ۲۴ سال کی ہوگی۔ اگر یہ بیان صحیح تصور کیا جائے تو پھر اس کی ولادت سنہ ۱۴۸۵ء میں واقع ہوئی مسٹر کیوالی وینکٹا راماسوامی نے "شعرائے دکن کے حالات" میں بیان کیا ہے کہ کرشن رائے نے چالیس سال کی عمر میں سیلوا ہانا سکا سنہ ۱۴۴۶ء میں وفات پائی جو تاریخ سنہ ۱۵۲۴ء کے مطابق ہوتی ہے۔ مسٹر وینکٹ راماسوامی نے کرشن رائے کی جو تاریخ وفات بتائی ہے سراسر غلط ہے کیونکہ اس سے متعلق ہم کو بعض کتبات ایسے بھی دستیاب ہوئے ہیں جو سنہ ۱۵۲۴ء کے بعد کے ہیں مگر یہ کہ اس سنہ میں اس کی عمر

---

[۱] مسٹر ویرا سالنگم پنتیلو نے اس قطعہ کو کرشن رائے کے حالات تلنگی زبان کے شعراء کے حالات میں نقل کیا ہے۔ حصہ دوم ص ۱۰۔

[۲] نونز ص ۳۱۵۔

[۳] حالات شعرائے دکن ص ۱۳۳۔ ہم کو اس کا علم نہیں کہ ان واقعات کا کسطرح پتہ چلا

چالیس سال کی ہوگی صحیح کہا جاسکتا ہے کہ اس صورت میں اس کی تاریخ پیدائش
سنہ ۱۴۷۱ء ہو سکتی ہے جو نونز کی دی ہوئی تاریخ سے تقریباً ملتی جلتی ہے آخر ہم
اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ کرشن رائے کی ولادت سنہ ۱۴۷۰ء ۱۴۷۱ء میں واقع ہوئی
روایت ہے یہ ثابت ہے کہ ناگمبا نرسما کی غیر منکوحہ بیوی تھی اور اسی
بنا پر پرتاب رودر اگجپتی نے کرشن رائے کو اپنی لڑکی بیاہ دینے سے انکار
کیا تھا مسٹر ویراسا لنگم نیتلو کا قول ہے کہ مختلف کتبات میں کرشن رائے کی
ناجائز ولادت کا ذکر ہے لیکن اس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ کتبات کس مقام پر
موجود ہیں[1] ہمارے موثق ماخذ نے اس بحث پر کسی قسم کی روشنی نہیں ڈالی ہے
اس لئے ہم آئندہ تحقیق و تفحص کرکے اس بحث پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

تلوا خاندان کے حالات کی نسبت ہم کو بہت کم معلومات ہیں کرشن رائے
اسی خاندان کی مایہ ناز ہستی تھی اس خاندان کا سلسلہ نسب وہروا تو۔ یادو کے
چھوٹے بھائی سے جا ملتا ہے اور یادو دوادر گذشتہ خانوادوں کا بانی بھی ہے۔
اس خاندان کا سب سے پہلا شخص جس کے متعلق کچھ تاریخی معلومات ہیں تما
کرشن رائے کا پردادا ہے۔ غالباً وہ فرمانروایان بیجانگر کا باجگزار تھا۔ تلنگی
وارا ہاپرانم نے نہایت فصاحت سے اس کی شجاعت اور مردانگی کی تعریف کی
ہے اور اس میں یہ درج ہے کہ اس نے فاتح کی حیثیت سے نہایت شہرت
حاصل کی تھی[2]۔ مسٹر ویریسا لنگم نیتلو کا خیال ہے کہ تما وہی شخص ہے جو سلوا نرسما
کا بڑا بھائی تھا اور وہ تما کے نام سے مشہور تھا[3]۔

---

[1] تلنگی زبان کے شعراء کے حالات حصہ دوم ص ۱۰ ۔ [2] [illegible] رسا !

[3] زبان تلنگی کے شعراء کے حالات حصہ دوم ص ۸ ۔ سلوا خاندان کے شجرۂ
نسب کیلئے ملاحظہ ہو کتبات ہندوستان جلد ہشتم۔

اور یہ واقعہ کہ تلوا خاندان کے کچھ افراد ایسے لقب بھی اختیار کر لیتے تھے جو سلوا خاندان کے لئے مخصوص تھے اس خیال کی اچھی خاصی تائید ہے[1] لیکن نہ تو وارا ہا پرانم اور نہ کتبات سے اس قسم کے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔

تما کا بیٹا اسوارا۔ سلوا نرسمہا کا وزیر اعظم اور جنرل تھا اس نے اپنے آقا کیلئے کئی ملک فتح کئے تھے[2] نرسارائے (تلوا خاندان کا بانی) اسوارا کا بیٹا تھا۔ تلنگی پر بھی پہارانم میں اس کی بہادری اور شجاعت کی تعریف نہایت شاندار الفاظ میں کی گئی ہے اور اس کے فتوحات کی تفصیل اس طرح دی گئی ہے[3] اس نے کنڈلس وارا کو زیر اثر اور ودپا پورم کو فتح کیا اس نے براسی کا دو والی مینا وادھر گام کو شکست فاش دی اس نے لڑائی میں چولا خاندان کے راجہ کو قتل کروا ڈالا اور پانڈیا کی مدورا سلطنت اپنے قبضہ میں لے لی۔ اور ہوا نندر اسرنگا پٹم کے حکمران کو اپنے زیر نگین کیا تھا

کتبات میں اس کے کارناموں کے متعلق نہایت دلچسپ واقعات پائے جاتے ہیں کئی ایک کتبات میں اس کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

دریائے کاوری کو طوفان تھا۔ نرسا نے ایسے وقت پل تیار کروا کر اسے عبور کیا اور لڑائی میں دشمن کو زندہ گرفتار کیا اس کے بعد اس نے سرنگا پٹم پر قبضہ کر کے اس شہر کو اپنا مسکن قرار دیا۔ چیرا۔ چولا۔ پانڈیا اور مدورا کے سرکش والی۔ بہادر ترشکا۔ گجپتی راجہ اور دوسرے فرمانروایان کو دریائے

---

[1] کتبات کی رپورٹ سنہ ۱۹۰۵-۰۶ء ص۔ ا کتبہ نمبر ۳۲۔ اس کتبہ میں کرشن رائے کے باپ کے لقب مدینی میسرا۔ گندا کتھاری اور ترنی نترا سلوا ہیں۔

[2] وارا ہا پرانم ادواسا۔ ۴۲ - ۴۳۔

[3] ادواسا ۲

گنگا کے کناروں سے لیکر لنکا تک اور مشرقی کوہستانی علاقہ سے مغربی کوہستانی علاقہ تک اس نے تمام راجاؤں کو زیر اثر کرکے اپنا محکوم بنایا[1]

پچھلے باب میں ہم بیان کرچکے ہیں کہ نرسا راے پہلے تو سلوا نرسمہا کا وزیر مقرر ہوا۔ لیکن بعد میں اس کے بیٹوں کے عہد طفولیت میں ان کی جانب سے حیثیت نائب کام کیا آخر کار اس نے نادی نرسمہا کو قتل کرکے خود راجہ بن بیٹھا اس کے تین بیٹے تھے ویرا نرسمہا۔ کرشن راے اور اچوت راے جن کی مائیں علیحدہ علیحدہ تھیں کرشن راے کو وہ سب سے زیادہ محبت کرتا تھا اور سب سے بڑھکر عزیز رکھتا تھا یہ ایک واقعہ ہے جس کی اصلیت کتبات و روایات دونوں سے ثابت ہے۔

کرشن راے نے تین کتبات میں جن میں اس کے باپ کو وظیفہ جاری کرنے کا ذکر ہے "سلاپر" کا لفظ استعمال کیا ہے اور آخر کتبہ میں سلاپر کے ساتھ ایک اور فقرہ بھی استعمال کیا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں۔ پدر بزرگوار گلے لگانے خود جھکے تھے[2] اس سے ظاہر ہے کہ نرسمہا کو کرشن راے سے بہت محبت تھی[3]

روایات سے بھی یہ ہی ثابت ہے ایک قصہ میں درج ہے کہ ویرا نرسمہا کی ماں تپمبا کا دل اپنے شوہر کو کرشن راے پر شفقت اور مہربانی کرتے ہوئے دیکھکر رشک و حسد کی آگ سے بھڑک اٹھتا تھا اسی وجہ وہ ہمیشہ خائف رہتی تھی کہ ایسا نہ ہو اپنے بیٹے پر کرشن راے کو ترجیح دیکر اس کو صاحب تخت و تاج بنادے

---

[1] کتبات کرناٹک جلد یازدہم ریچ گنے ۴۹۔

[2] مجموعہ کتبات سنہ ۱۹۰۶ء۔ ۹۲ - ۹۳ - اور ۱۶۳۔

[3] کتبات کی رپورٹ ۹-سنہ ۱۹۰۸ء ص ۱۱۸۔

اس نے خفیہ طور پر اس کو مروا ڈالنے کے اسباب مہیا کئے لیکن سلواتما نے اس کے ان کینہ و عداوت سے بھرے ہوئے منصوبوں پر غلبہ پاکر اس نوجوان کی جان بچائی

ایک دوسرے قصہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مدت سے نرسمہا کی دلی آرزو تھی کہ کرشن رائے اس کے بڑے بھائی کے مقابلہ میں اپنے بعد مسند حکومت پر جلوہ آرا ہو۔ مرتے وقت اس نے اس آرزو کو پورا کرنے کی غرض ایک عیارانہ چال اختیار کی وہ عیارانہ چال یہ تھی۔

جب اس کا جسم بیماری سے سوجھ گیا تو اسی حالت میں اس کے تینوں بیٹے طلب کئے گئے اور ان سے یہ کہا گیا کہ تینوں میں سے جو کوئی بھی نرسمہا کی سوجھی ہوئی انگلی سے انگوٹھی اتار دیگا اس کے حوالہ تاج و تخت کیا جائیگا بڑا بھائی ناکام رہا لیکن کرشن رائے نے انگلی کاٹ کر انگوٹھی اتار لی جس کی بنا پر شاہی تاج اس کی خدمت میں پیش کیا گیا [1]

گو یہ دونوں قصے تاریخی نقطۂ نظر سے کوئی اصلیت اور اہمیت نہ رکھتے ہوں لیکن ان سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ نرسمہا کرشن رائے کو اپنے بیٹوں میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اور اس کے دل میں بیشک یہ خیال جاگزین تھا کہ بڑے بیٹے کی حق تلفی کرکے کرشن رائے کو اپنا جانشین بنائے

تلنگی کرشن رائے وجیائم میں مذکور ہے کہ نرسمہا نے اپنے وزیر سے مشورہ کرکے کرشن رائے کو تخت حکومت پر بٹھایا اور تاجپوشی کا جشن نہایت

---

[1] یہ دونوں قصے مسٹر ویرلسیا لنگم پنتلو نے زبان تلنگی کے شعرا کے حالات میں نقل کیا ہے حصہ دوم۔

شان وشوکت سے مٹایا۔ تاریخی حیثیت سے یہ بیان سراسر غلط معلوم ہوتا ہے لیکن جس نتیجہ پر ہم پہونچ چکے ہیں (کہ نرسمہا کرشن رائے کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا تھا) یہ بھی اس کی تائید میں ہے۔

نرسمہا نے مرتے وقت اپنے پیارے اور محبوب بیٹے کی پرورش اور حفاظت سلواتما ایک ممتاز وبرگزیدہ وزیر کے ذمہ کی وزیر نے اس نوخیز پودہ کی نگاہ داشت جانفشانی اور محنت کے ساتھ کی[1]۔ اس کے موزون تعلیم و تربیت کی اور زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اس کو علم و فضل سے مالامال کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ کرشن رائے اور اس کے سرپرست سلواتما کے درمیان نہایت گہرے تعلقات قائم ہوئے اور دن بدن روابط میں اضافہ ہوتا گیا۔ الفت کا یہ تقاضہ ہوا کہ کرشن رائے اس کو اپاجی یعنے باپ کہنے لگا کرشن رائے نے ویرانرسمہا کے تخت نشین ہونے کے بعد بھی اپنے علاتی بھائی سے میل جول اور ملاپ نہیں رکھا ویرانرسمہا کے مرنے سے پہلے یہ دلی خواہش تھی کہ کرشن رائے کو اندھا کرکے اپنے چھوٹے بچے کو تاج وتخت کا وارث بنائے اور اس طرح اس کو ہمیشہ کے لئے حکومت سے محروم کردے اس فعل بد کی انجام دہی کیلئے سلواتما ہی مقرر کیا گیا لیکن وہ کرشن رائے کے سوا کسی اور کو حکومت کرنے کے قابل ہی نہیں سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے دغا وفریب اور ساتھ ہی ساتھ نہایت ہوشیاری سے کرشن رائے کی جان بچائی[2] جب ویرانرسمہا نے وفات پائی تو اس دور بین وزیر نے کرشن رائے کو تخت پر بٹھادیا (۱۵۰۹ء)

---

[1] بیس ص ۲۶۸۔

[2] نونز صفحات ۳۱۴-۳۱۵۔

کرشن دیورائے کی تخت نشینی حکومت کے شروع سال اور جنگ کی تیاریاں

سنہ ۱۵۰۹ء تا سنہ ۱۵۱۱ء

کرشن دیورائے جب تخت نشین ہوا تو اس کی عمر بیس سال سے کچھ زیادہ تھی[1] اس کی تاجپوشی کی صحیح تاریخ کا ہم کو علم نہیں[2] اس نوجوان راجہ نے تخت و سلطنت کو مخالف رشتہ داروں سے محفوظ رکھنے کے لئے چندراگری کے قلعہ میں اپنے بھتیجے اور تین بھائیوں کو مقید کیا[3] سیاست اور حکومت میں اس کی حیثیت مبتدی کی تھی اس لئے اس نے فن میں تعلیم کی ضرورت محسوس کی اور رہنمائی کے لئے سلوا تما کو مقرر کیا تاکہ اس جہاں دیدہ بوڑھے کے دیرینہ تجربوں سے فائدہ اٹھائے[4] سلوا تما نے راجہ کی استادی فوراً

---

[1] نونز ص ۳۱۵۔

[2] کرشن رائے کے ہمپی کتبہ سے ظاہر ہے کہ ماگھ ماہ کے اول حصہ کی چودھویں سکا سنہ ۱۴۳۲ میں کرشن رائے کی تاجپوشی کی خوشی میں نہایت شاندار جشن منایا گیا۔ ڈاکٹر ہوشل کا بیان ہے کہ اس امر کا پتہ چلنا مشکل ہے کہ آیا اس تاریخ سے مراد تاجپوشی کا دن ہے یا وہ دن مراد ہے جس دن کہ اس تقریب میں خوشی منائی گئی۔ ملاحظہ ہو ہندوستان کے کتبات ص ۳۶۱ تا ۳۶۷۔ مسٹر سویل نے لکھا ہے کہ تاریخ ہی غلط ہے دیکھو اے فارگاٹن ایمپائر ص ۱۲۰۔

[3] نونز ۳۱۶۔

[4] کرشن رایا دیجائم اوا سادوم۔ ۴۷ و ۴۸۔

قبول کرکے تعلیم دینی شروع کی اور کرشن رائے کو سلطنت کے ان تمام امور اور
نشیب و فراز سے واقفیت کرادی جن سے ایک قابل حکمران کو آگاہ ہونا چاہیئے[1]
اس نے تعلیم کا یہ طریقہ رکھا کہ پہلے ان ہندو نصائح پر زور دیا جن پر راجہ کو
عمل پیرا بنانا چاہا تھا۔ "بادشاہ کو چاہیئے کہ اہم امور اور اہم موقعوں پر وزراء
شعراء۔ رشتہ دار اور دوستوں سے مشورہ کرے اور ان پر بھروسہ کرے" آخر میں
اس نے بدکاریوں۔ برائیوں اور گناہوں کے نقائص سمجھائے اور ان سے باز
رہنے کیلئے اسے تاکید کی۔

سلوا تما کی دانائی اور فراست نے کرشن رائے کو تھوڑے ہی عرصہ میں ایک
قابل حکمران بنا دیا۔ اس نے سلطنت کے تمام علاقوں کا دورہ بھی کیا[2] جس سے
اس کی معلومات میں اور اضافہ ہوگیا اس دورہ میں وزیر بھی راجہ کے ساتھ
تھا۔ راجہ نے بڑے بڑے مقامات۔ شہر اور قلعوں ہی کا معائنہ نہیں کیا۔ بلکہ
چھوٹے سے چھوٹے دیہات اور گاؤں بھی دیکھے جہاں رعایا کو باریابی کا موقع
دیکر ان کے عام حالات اور ضروریات کے متعلق معلومات حاصل کیں دورہ
سے واپس ہوتے ہی بیجاپور اور اڑیسہ کو جاسوس روانہ کئے اور ان کو حکم
دیا کہ ان ممالک میں جو جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں ان کا مواد فراہم کرکے
ساتھ لائے[3] اس کے بعد کرشن رائے نے وزراء اور حکام کی ایک کونسل
منعقد کی اور ان کو یہ حکم دیا کہ امور ذیل کی نسبت بہت جلد واقفیت کا اظہار
کریں۔ سلطنت کی وسعت۔ قلعوں کی تعداد۔ شاہی خزانہ کے روپیوں کی تعداد

[1] کرشن رائے وجیانگر۔ ادواسا دوم ۹۴ تا ۹۵
[2] کرشن رائے وجیانگر۔ ادواسا دوم۔ ۶۱۔
[3] کرشن رائے وجیانگر۔ ادواسا دوم۔ ۶۳۔

اور فوج کی قوت کا اندازہ[1] یہ سب نے راجہ کے حکم کی تعمیل کی اور جو امور دریافت کئے گئے تھے ان کا اندازہ بتایا لیکن کوئی بھی اس کی نظروں میں قابل اعتماد نہ تھا[2] تلنگی کرشن رائے دیجائم میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا گیا ہے کرشن رائے دکن کے مسلمان بادشاہوں کی قوت بڑھتے ہوئے دیکھکر ہمیشہ خائف رہتا تھا اس کی دلی تمنا تھی کہ ان بادشاہوں کو اپنا محکوم بنائے مگر جب اس کو یقین ہوگیا کہ ان بادشاہوں کو مطیع کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ اس کے اقتدار اور امکان سے باہر ہے تو اس نے تخت اور سلطنت سے سبکدوشی حاصل کی اور شہر چھوڑ بھاگ گیا۔ آخر ایک دیول میں پناہ لی اور وہاں خفیہ طور پر زندگی بسر کرنے لگا۔ جب سلواتما کو راجہ کے تخت سے دست بردار ہونے اور اس کے گم ہونیکی اطلاع ملی تو وہ گھبرایا اور شہر میں اس کی تلاش شروع کی۔ آخر کار اس کو دیول میں پایا اور وہاں پہونچکر اس کی دلجوئی کی۔ حوصلے بڑھائے اور یہ بتایا کہ اس کا ناامید ہونا اور ڈرنا عبث ہے۔ اس کو یقین دلایا کہ اس کی آرزو پوری کرنے میں وہ ہر طرح اس کی مدد کرے گا۔ وزیر کی اس حوصلہ افزا گفتگو کا راجہ کے دل پر بہت اثر ہوا اور مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ دارالسلطنت کو فوراً واپس آیا۔ راجہ شہر میں آتے ہی وزیر نے تمام فوجوں کا اس کو معائنہ کروادیا تاکہ اس کو اپنی فوجی قوت کا پورا پورا اندازہ ہوجائے۔

اس بیان میں تاریخی اہمیت ہو یا نہ ہو لیکن اس سے تجربہ کار وزیر کی دانائی اور حکمت کا ثبوت ملتا ہے اور اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ

---

[1] کرشنا رائے دیجائم۔ اواسا دوم ۶۸

[2] کرشنا رائے دیجائم۔ اواسا دوم۔ ۶۹

کرشن رائے کی فتوحات کا سہرا وزیر ہی کے سر تھا۔ وزیر کو راجہ کے مزاج میں بڑا دخل تھا اور وزیر پر اس درجہ اعتماد تھا کہ تمام امور اسی کی رائے اور مشورہ سے انجام پاتے تھے۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ جاسوس بھی پایۂ تخت کو واپس آئے جو دکن اور اڑیسہ بھیجے گئے تھے۔ سلاطین بیجاپور سلاطین احمد نگر۔ سلاطین گولکنڈہ اور گجپتی والی اڑیسہ کی مملکتوں میں جو جو تبدیلیاں واقع ہوئیں تھیں اور جن جن امور میں انہوں نے ترقی کی تھی ان سب کا مفصل حال کہہ سنایا اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ سلاطین دکن ایک دوسرے سے پوشیدہ میل جول کرکے بیجانگر پر متفقہ حملہ کی شاندار تیاریاں کر رہے ہیں اس خبر کے سنتے ہی راجہ اور ان کے دوربین وزیر نے نہایت تیزی سے فوجوں کو درست اور آراستہ کرنا شروع کر دیا تاکہ فوجیں ضرورت کے وقت جنگ کے لئے آمادہ رہیں[1]۔ کرشن رائے کے عہد حکومت میں سلواتما ہی اس کے خانگی اور سلطنت کے امور کا رہبر اور ہادی تھا کوئی کام اس کی رائے اور مشورہ کے بغیر انجام نہیں پاتا تھا اور بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کرشن رائے کی حکومت کی کامیابی کا راز اس دانشمند وزیر کے دیرینہ تجربہ، اعلیٰ فہم اعلیٰ قابلیت اور لاثانی ہمت میں مضمر تھا اگر اس ممتاز ہستی کے حالات پر یہاں روشنی ڈالی جائے تو بے محل اور خالی از فائدہ نہ ہوگا تاریخ بیجانگر میں اس وزیر کے وہ وہ کارنمایاں ہیں جو صفحۂ ہستی پر آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں رابرٹ سویل کا بیان ہے کہ سلواتما سلوا خاندان کا ایک رکن تھا یہ وہی خاندان ہے جس سے سلطنت بیجانگر کے چھٹے غاصب کا

---

[1] کرشن رائے و بیجانگر - ادوار دوم ۱۱۱ تا ۱۸۱ -

تعلق تھا۔[۱] مسٹر رائیس کی بھی یہی رائے ہے[۲] ان دونوں مستند ذرائع سے تو یہ ظاہر ہے کہ سلو اتما۔ شاکتریا قوم میں سے تھا مگر ہمارے یہاں جو دلائل موجود ہیں ان سے تو اور ہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔

کرشن رائے کے منگل گری کتبہ میں یہ درج ہے کہ نادندلا اپا سلو اتما کی بہن کا بیٹا اور داماد بھی تھا۔[۳] مادیا گہری ملاّ نامے جو کرشن رائے کے آٹھ جلیل القدر درباری شعراء سے تھا اپنی نظم راجا سیکرا چارتیرام اس نادندلا اپا کے اسم گرامی سے معنون کی تھی۔ اس شاعر نے نادندلا آپا کا شجرۂ نسب بیان کرتے وقت اس کو نیادگی برہمن بتایا ہے[۴] اگر یہ صحیح تسلیم کیا جائے تو سلو اتما کو بھی نیادگی برہمن ماننا پڑے گا۔ کرشن رائے پرحال کی ایک تصنیف ہے اس میں سمہا چلم کا ایک کتبہ نقل کیا گیا ہے جس میں سلو اتما کو دہوارجن تنگ رہانی سے موسوم کیا گیا ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں "اہل تناسخ کا سردار" اس لقب سے تمام برہمن مخاطب کئے جاتے ہیں لیکن بعض دوسری اقوام بھی ہیں جن کا تعلق اہل تناسخ سے ہے[۵]

اس خیال کی تائید میں ان دلائل کے علاوہ نونز نے بھی آزادانہ رائے کا اظہار کیا ہے اور اس طرح ریمارک کرتا ہے کہ جب سلو اتما اور اس کے بیٹوں پر راجہ کے خلاف بغاوت کا الزام لگایا گیا تو ان کو سزائے موت کا حکم سنایا نہیں گیا۔

---

[۱] اے فارگاٹن ایمپائر ص ۳۱۴ - نوٹ (۲)

[۲] میسور اور کورگ کے کتبات ص ۱۵۳

[۳] ہندوستان کے کتبات جلد ششم ص ۱۱۱

[۴] راجا سیکرا چارتیرام (پہلا ایڈیشن) ادھیا I

[۵] سوانحات راجگان کرناٹک (تامل زبان کی کیفیت)

کیونکہ بیجا نگر میں برہمنوں کو قتل کرنا آئین اور قانون کے خلاف تھا[1] اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلواتما برہمن تھا منگل کری کے کتبہ میں یہ بھی درج ہے کہ سلواتما کا تعلق کا نڈنیا کولا سے تھا۔ وہ سب اجا کا بیٹا ویا کا پوتا تھا[2]۔ اسکی بیوی کا نام لکشمی تھا بعض روایات سے یہ ثابت ہے کہ تما جوانی میں گاؤں تھا اور گوئی نیو کنڈہ اور چندر اگری میں خیرات پر بسراوقات کرتا تھا زمانہ نے اس کا ساتھ دیا اور ان ممالک کے حکمرانوں نے اپنا منظور نظر بنایا اور چند ہی روز میں اس نے اپنا رتبہ بڑھاکر بڑا اقتدار حاصل کرلیا ہمارے نزدیک یہ بیان بھی اعتماد کے قابل نہیں اس لئے کہ دوسرے ذرائع سے ہم کو جو واقعات معلوم ہوئے ہیں یہ بیان ان کے برعکس ہے۔ سلواتما کا دائرہ معلومات وسیع نہیں تھا۔ اس کی قابلیت اعلیٰ درجہ کی تھی اور اس میں وہ وہ خوبیاں موجود تھیں، جن کی وجہ سے بیجانگر کے فرمانروا خود بخود اس کی جانب مائل ہوتے تھے۔

سب سے پہلے اس نے کرشن رائے کے باپ نرسھا کے عہد حکومت میں اس کی ملازمت اختیار کی اس عہد میں اس نے بہت جلد ترقی کی اور اس کا کچھ ایسا اثر بیٹھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وزیر اعظم ہوگیا مرتے دم تک وزارت کے عہدہ پر قائم رہا۔ نرسا رائے کے پاس بھی تما کو بڑا رسوخ حاصل تھا مرتے وقت اس نے اپنے پیارے بیٹے کرشن رائے کو اسی کے حوالہ کیا۔ اس وزیر نے اس کی پرورش احتیاط کے ساتھ کی اور اس کے مناسب تعلیم و تربیت کی جو اس کے لئے تخت پر بیٹھنے کے بعد نہایت مفید ثابت ہوئی کرشن رائے کے دوران حکومت میں اس وزیر کا اقتدار اعلیٰ سے اعلیٰ زینہ تک

---

[1] نونز ص ۳۶۱

[2] ہندوستان کے کتبات جلد ششم ص ۱۱۱

پہونچ گیا۔ پیس نے لکھا ہے کہ راجہ کا خاص مقرب اور منظور نظر ایک بوڑھا شخص تیمبر لیسیا نامی ہے۔ راجہ کا تمام خاندان اس کا مطیع اور فرمانبردار ہے امراء اور عمائدین سلطنت اس کو راجہ کا ہم رتبہ سمجھتے ہیں راجہ ہمیشہ اس کو اپنے باپ کی طرح سمجھتا تھا[۱] راجہ اس کو جب کبھی مخاطب کرتا ہے تو لارڈ سالوا تیمبر گا کہتا ہے۔ تمام امراء اور کپتان اس کو آداب بجا لاتے ہیں[۲]

---

[۱] پیس ص ۲۵۱

[۲] پیس ص ۲۶۸

شاہ اسمٰعیل صفوی کی تاریخ جلوس و وفات

شاہ اسمٰعیل ثانی ایران کے خاندان صفویہ کا تیسرا فرمان روا اور طہماسپ صفوی کا دوسرا فرزند ہے۔ ۱۷ ر جمادی الاول ۹۸۴ھ کو تخت نشین ہوا اور ۱۳ ر رمضان ۹۸۵ھ کو انتقال کیا۔ میر حیدر رفیعی معمائی نے اس کے جلوس و وفات کی دونوں تاریخیں ایک قطعہ میں نکالی ہیں اور اس میں اپنے کمال تاریخ گوئی کو نہایت خوبی کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔

میر حیدر کو تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا۔ ملا فیضی نے ۱۰۰۲ھ میں اپنی غیر منقوط تفسیر تمام کی تو میر حیدر نے سورۂ اخلاص سے اس کی تاریخ نکالی اور اس کے صلہ میں فیضی نے دس ہزار روپیہ عنایت کئے۔ ملا فیضی نے اپنے مکتوبات میں کئی جگہ اس تاریخ کا ذکر کیا ہے چنانچہ مولانا غوثی مندوی کے نام جو مکتوب ہے اس میں تحریر ہے "دیگر آنکہ تفسیر در عاشر ربیع الآخر تمام شد و در ہماں ماہ خاتمہ ہم بے نقط نوشتہ شد مشتمل بر ۹ فقرہ کہ ہر فقرہ تاریخ اتمام کتاب ست۔ دیگر میر حیدر معمائی از کاشان آمدہ اند تمام سورہ قل ہو اللہ را تاریخ تمامی یافتہ اند۔ این غرایب اتفاقات است۔

میر حیدر کیلئے دیکھو کتب ذیل۔ عالم آرائی عباسی جلد ا ص ۱۳۱، منتخب التواریخ ملا عبد القادر بدایونی کلکتہ جلد ۲ ص ۲۳۲ نولکشور ص ۲۵۱۔ آئین اکبری، سید احمد، ایڈیشن جلد اول ص ۱۳۱ حاشیہ ۱۔ ترجمہ بلاکمین ص ۵۹۳، حاشیہ ۳، خزانہ عامرہ ص ۲۳۲۔ طبع لکھنو ۱۸۶۹ء۔

شہنشاہ جم جاہ گیتی پناہ	کہ میخورد گردوں بذاتش قسم
پی تاجداران روی زمین	برافراخت در دہر سالی علم
پی پادشاہی زیر زمین	بسال دگر در عدم زد قدم
دو تاریخ زیبندہ میخواست فکر	کہ بر لوح عالم نگارد قلم
یکی بہر جاہش در اقلیم دہر	یکی بہر عزمش بہ ملک عدم
شہنشاہ روی زمین گشت ثبت	شہنشاہ زیر زمین شد رقم

تحفة المجاهدين

في

بعض اخبار البرتكاليين

الفه

الشيخ زين الدين بن عبد العزيز بن زين الدين بن علي بن احمد المعبري

وفرغ من تاليفه سنة ثلث وتسعين وتسعمائة

طبع باعتناء

الحكيم السيد شمس الله القادري مدير مجلة التاريخ

في مطبع التاريخ ببلدة حيدرآباد دكن

صانه الله عن الشرور والفتن

تقدمة الناشر

تحفة المجاهدين كتاب معروف، الا انه كان نادرا لا يستفيد منه كثير من الطالبين
التي قد رايت له نسخة فى معرض المعارف الذى اسسه مسلمو راى بيته فى المدرسة المحمديه
عند ما سافرت من حيدرآباد مندوبا الى مدراس، لشركتى فى الحفلة الاربعين لموتمر الدراسة
لجميع مسلمى هند المنعقد فى الاسبوع الآخر من سنه ١٩٢٧م
وكانت هذه النسخة مما اشتمل عليه كتابخانه قاضى قضات مدراس شمس العلماء
مولانا عبيد الله طاب ثراه واستاذنت الاستنساخ من ابن المرحوم مولوى محمد معصوم سلمه الله
فاذن لى من طيب نفسه ونسخها الى رجل كريم من اقربائه المولوى محمد حميد الله فجزاهما الله
عنا وعن قرائنا جزاء مشكورا -
لم يكن كثير من عبارات تلك النسخة تقرأ بالسلاسة لما كانت كتابتها سقيمة جدا واسقط
من الناسخ عبارات وعثر فى مواضع قلمه، فعسر على اصلاحه ولم يمكن تكميله بغير مقابلتها مع نسخ
اخرى، فاستسمحت صديقا لى صادقا ملا كنج احمد النحوى احد العلماء المعظمين الكبار فى ديار
مليبار ان يفتقد لى فى دياره لنسخة اخرى جيدة فقام وسعى جزاه الله واحسن اليه حتى وجد
نسختين احداهما كاملة واخرى ناقصة فكتب لى ثالثة اخرى جامعة مزاياهما واهداها الى
فرتبت هذه النسخة بعد جهد عظيم فى مقابلة هذين النقلين -
ومع ذلك واجب على الاعتراف بان بقى فى هذا الكتاب مواضع مشكوكة فعرضت
على صاحب العلم المأثور والعمل المشكور خان بهادر مولانا محمد ضياء الدين رئيس ويلور
كبير من الاكابر وجليل من الاجلة، ناظم كلية الباقيات الصالحات، جامعة عربية شهيرة
فى الهند جنوبها فنظر فيه ذلك العالم المرفوع ذكره نظر الاختيار، وامعن فيه فكر الاعتبار،
فاصلح ما وجد فيه من الفساد وازال ما ادرك فيه من السقم فجزاه الله عنا احسن ما يجزى

به المحنين وشكره فانه اكرم الشاكرين -

ثم انه كان قد مُسخ ماورد في الكتاب من اسماء الامكنة والبقاع وكنت ارجو ان

سيفيد في ترجمة رولندسن الانجليزية، لكني قد يئست لما رايتها اذ خلط خطأً فاحشًا وآخر

انحش مثلا يقول هيلي مارأوي اغاهو Hubaee Maravi فاكنور عنده

وفندرينا في زعمه Phundariea وفنان Bangore

اسمه Tinnan فراجعت الى رحلات العرب والبرتكاليين ووفقت بين الاسماء

القديمة والجديدة مستفيدا من كتب لوگان وانيس واودعت نتايج التوفيق في ضميمة لاحقة

وقد تركت بابا من ابواب الكتاب الذي اودع المصنف فيه آثارا واحاديث وآياتٍ من القرآن

الدالة على وجوب الجهاد والقتال مع الكفرة الداخلين في ديار الاسلام دخول الاعداء وزدت

على الكتاب مقدمة شاملة على ترجمة المصنف وذكر آبائه وتفصيل مصنفاته وامور موضحة لما

تشتمل عليه تحفة المجاهدين واقتبست فيها من :-

(١) مسالك الاتقياء- للشيخ زين الدين صاحب تحفة المجاهدين مخطوط

(٢) ارشاد العباد الى سبيل الرشاد- للشيخ المذكور مخطوط

(٣) تاريخ آداب اللغة العربية - للدكتور بروكلمان الجزو الثاني ص٢١٦

(٤) تاريخ آداب اللغة العربية - لجرجي زيدان - الجزو الثالث ص٣٢ وص٥٢

(٥) اكتفاء القنوع - للدكتور فانديك ص١٧١ وص٢٩٩

(٦) معجم المطبوعات - لالياس سركيس ص١٦٩٢ ص١٦٦٣ وص٩٨٨

(٧) فهرس كتب خانة الخديوية المصرية الجزو الثالث ص٢٥٨ و

(٨) فهرس المخطوطات التاريخية المخزونة في رايل ايسياتك سوسائتي للدكتور مارلي ص٣١

(٩) فهرس المخطوطات العربية في المتحف البريطانية - للدكتور شارل ريو الجزو الثاني ص٢٢٤

(١٠) فهرس المخطوطات العربية المخزونة في ديوان الهند لاثولاط ص٢٨٣

لا ندري كيف نتمنع من قرائنا العفو عن عثراتٍ وقعن في الكتاب من ناسخ المطبع، الا ان

نقول ان الانسان مركب من الخطاء والنسيان، ولا نرجو من كرام الناس الا قبول المعذرة والصفح

عن المستعذر، وارجو من كل قاري ان لا يقرء الكتاب الا بعد اصلاح الاغلاط حسب الاستدراك المطبوع -

حكيم سيد شمس الله القادري

صديق سرائ - مدراس

٣٠ - فبراير سنة ١٩٣١

خريطهٔ سواحل هندوستان

احمد آباد
كنبايت
ديو
سومنات
بروج
سورت
اورنك آباد
بمبئى
پونا
دابل
كلبركه
حيدرآباد
بيجاپور
گوا
منجلور
كننور
ميلاپور
كاليكوت
تانور
تنجور
كولم
قايل
كمرى

بسم الله الرحمن الرحيم

المقدمة

اعلم ان مدينة فنان التى عمرت بقرب كاليكوت فى المضافات
الجنوبية لمليبار كانت مركزا للعلوم والفنون المذهبية لمسلمى مليبار
من قرون - وقد جعلها قبيلة من المشايخ والعلماء مسكنا لهم فى اوائل
القرن التاسع من الهجرة النبوية وتلك العشيرة اشتهرت على العموم
بالمخاديم الفنانية - وقد عمر بعض اراكينها بها مدرسة وخانقاة التى
موجودتان الآن - وكانت الزاوية مرجعا للعلماء والمشايخ من العرب
والعجم قبل اقتدار البرتكاليين وتدرس العلوم العربية فى المدرسة

ويدل بعض الروايات التاريخية على ان الشيخ شهاب الدين
ابن حجر المكى المتولد سنة ٩٠٩ه‍ / ١٥٠٣م المتوفى سنة ٩٧٤ه‍ / ١٥٦٦م كان مقيما فى الزاوية المذكورة
حين قدم فى مليبار وكان يدرس فى المدرسة التفسير والحديث
كل يوم مدة قيامه هنالك -

علی بن احمد المعبری هو الجد الاعلی للمخادیم الفنانیه وکان
المعبر موطنه ویقال لها الیوم شولمندل - وقد جاء علی فی ملیبار
واقام بمدینة کوشن وتوطن فیها ثم توطن تلك العشیرة فی فنان منتقلا
من کوشن مع قاضی زین الدین ابراهیم بن احمد المعبری وتولد زین
الدین ابو یحیی بن الشیخ علی بن احمد المعبری بکوشن بعد طلوع الشمس
یوم الخمساء لثلاثة عشر شعبان المعظم سنة ٨٧٣ ثلثة وسبعین وثمانمائة
من الهجرة النبویة - وترعرع فی فنان وتدرس فیها کتب الصرف والنحو
والفقة وکان هذا ابتداء تعلمه فلما نشاء قراء علی الشیخ شهاب
الدین احمد بن عثمان الیمنی کتب التفسیر والحدیث -

وکان کالیکوت حینئذٍ مرکزًا اعظمًا لمسلمی ملیبار وکان فیها
کثیر من ارباب الکمال واصحاب الفضل فخرج الشیخ زین الدین
من وطنه وجاء بکالیکوت لتحصیل العلم وتلمذ بقاضی فخر الدین
ابوبکر بن قاضی رمضان الشالیاتی الذی کان اماما هماما وقاضی
القضاة فی دیار ملیبار وکمل فن الفقه واصوله بخدمته ثم شارك
مع تلامیذ القاضی عبد الرحمن الادمی المصری فی حلقة الدرس
وتحصل منه اجازة روایة الحدیث فانه کان من ائمة الحدیث
فی هذا الوقت وکان تلمذ فی تحصیل الحدیث بالشیخ شمس الدین
الجوجری والشیخ زکریا انصاری والشیخ کمال الدین ابی شریف
الذین هم من مشاهیر علماء الحدیث -

کما کان لشیخ زین الدین تبحر فی العلوم الظاهریة کان له
ید طولی فی العلوم الباطنیة ایضا وکان اول بیعته علی ید الشیخ

الجليل خواجه قطب الدين بن خواجه عز الدين چشتی الذی كان من اولاد شیخ الشیوخ خواجه فرید الدین اجودهنی فحصل الخلافة منه فی كلتی طریقتی القادریة والچشتیة ثم بایع علی ید شیخ الطریقة تابت بن عین بن محمود الداهدی واخذ منه اذن التبلیغ والتلقین۔

توفی الشیخ زین الدین فی نصف اللیلة یوم الجمعة سبعة عشر شعبان المعظم سنة ۹۲۸ ثمانیة وعشرین وتسعمائة من الهجرة النبویة۔ ودفن فی الزاویة التی فی فنان وقبرهٗ موجود هنالك الی الان وهو مزار الخواص والعوام الی هذا الزمان۔

قد صنف الشیخ زین الدین كتبا مفیدة وقصائد عربیة نافعة منها مرشد الطلاب فی التصوف كتاب ضخیم۔ سراج القلوب وفیه ذكر الاحوال التی تلحق بالانسان بعد الموت۔ شمس الهدیٰ فیه المواعظ والنصائح۔ تحفة الاحبا وفیه ذكر الاذكار والاحزاب للنبی صلی الله علیه وسلم بحذف الاسانید۔ ارشاد القاعدین خلاصة كتاب منهاج العابدین لحجة الاسلام محمد بن محمد الغزالی شعب الایمان هذا ترجمة الكتاب الفارسی لعلامة نور الدین الایجی ترجمة المصنف بالعربی وسماه باسمه۔ كفایة الفرایض خلاصة كتاب الكافی فی الفرایض لامام صیرونی۔ كتاب الصفا من الشفا۔ خلاصة كتاب الشفا لقاضی عیاض المالكی۔ لتسهیل الكافیة۔ شرح الكافیة فی النحو لابن الحاجب۔

وله حواشی مبسوطة منها حاشیة علی الفیة ابن مالك وتحفة ابن الوردی وارشاد ابن المقری۔

وايضًا دون فى قصص الانبياء كتابا متوسطا اورد فيه احوال الانبيا
من ادم ع الى داؤد على نبينا وعليهم الصلوة والسلام - وايضا كان
شرع فى تاليف كتاب فى سيرة النبى صلى الله عليه وسلم على طريق
المواعظ والنصائح فاذا بلغ اكثر من نصفه ادركه الموت ولم يكمل
الكتاب -
وثلثة قصائد من قصائده معروفة مقبولة احدها هداية الاذكيا
الى طريق الاولياء فى التصوف ثانيها ارجوزة فى التصوف ايضا ثالثها
تحريض اهل الايمان على جهاد عبدة الصلبان - ابتدا فيه ببيان
مظالم البرتگالين على المسلمين بعد دخولهم فى مليبار - ثم اورد
فيه بيانا كافيا محرضا ومرغبا للمسلمين على جهاد هولاء الكفرة -
وقد اشتهرت قصيدة هداية الاذكياء فى بلاد العرب
والجزائر الشرقية حتى انه دونت عليها شروح كثيرة اول من شرحها
ابن ابن المصنف فانه قد شرح شرحين سياتى ذكرهما وقد شرحها
الشيخ عارف بالله ابو بكر بن سيد محمد الشطا المياطى نزيل مكة
المعظمة فى القرن الماضى وسماه كفاية الاتقياء فى مناهج الاصفياء -
طبع هذا الشرح بمصر سنة ١٣٠٣ - وللشيخ محمد نووى الجاوى عليها
شرح يسمى سالم الفضلاء قد طبع بقاهرة سنة ١٣٠١ -

وتولد الشيخ زين الدين بن عبد العزيز بن زين الدين
بفنان ومات هناك بعد سنة ٩٩٣ وهو تلميذ الشيخ شهاب الدين
احمد بن حجر المكى واشتهرت من جملة تصانيفه اربع تصانيف اولها
ارشاد الالباب وثانيها مسالك الاتقيا وثالثها فتح المعين ورابعها

تحفة المجاهدين. اما ارشاد الاولياء فهو فى شرح اسرار هدايه
الاذكياء وحل غوامضها ومسائل التصوف وتوجد نسخة المخطوطه فى
دار الكتب الآصفيه الواقع بحيدرآباد دكن تحت نمبر ١٥٠٩
فن التصوف . اما مسالك الاتقياء فهو شرح مبسوط مطول من الاول
فرغ من تصنيفه اول المحرم سنة ٩٩٣ بلدة فنان وطبع فى بولاق سنة ١٢٩٢

اما فتح المعين فهو شرح لكتاب قرة العين فى مهمات الدين
للشيخ عبد الله بن محمد بن على الشنشورى خطيب جامع الازهر فى فقه
الشافعى وتم تصنيف فتح المعين سنة ٩٨٣ ثلثة وثمانين وتسعماية وشاعت
شهرته وذاعت مقبوليته عند الشافعين فى العرب والجزائر
الشرقية حتى انه تحشى عليه اكثر علماء العرب حواشى مطولة
مبسوطة منها حاشيتان مشهورتان احدهما ترشيح للمستفيدين
على فتح المعين لسيد احمد العلوى السقاف . صنفها سنة خمسة
وتسعين ومائتين بعد الالف سنة ١٢٩٥ . وقد طبعت هذه الحاشية
فى مجلدين بمصر . ثانيهما اعانة الطالبين على حل الفاظ فتح المعين للشيخ
عارف بالله سيد ابى بكر البكرى بن السيد محمد شطا الدمياطى
رتبها سنة ١٣٠٠ ثلثة عشر مائة من الهجرة بمكة المعظمة . وقد طبعت
فى اربع مجلدات بقاهرة مصر .

تحفة المجاهدين فى بعض اخبار البرتگالين ذكر المصنف
الشيخ زين الدين فى هذا الكتاب احوال وطنه التاريخيه و
رتبه على اربعة ابواب .

الباب الاول . فى احكام الجهاد .

الباب الثانی - فی ذکر دخول المسلمین فی ملیبار واشاعة الاسلام فیها -
الباب الثالث - فی بیان عادات ورسوم الاقوام غیر المسلمین -
الباب الرابع - فی ذکر وصول البرتکالیین الی ملیبار وتملکهم بعض مقاماتها واستقلال قدرتهم واستقرار اقتدارهم فیها -

هذا الباب الآخر احتوی ثلثی الکتاب فانه قد ذکر فیه الحالات والواقعة التاریخیة من سنة ٩٠٤ اربع وتسعمائة الی سنة ٩٩٤ اربع وتسعین وتسعمائة بالبسط التام والتفصیل العام -

هذا الکتاب اول تصنیف فی هذا الموضوع - صُنّف فی وسط عهد السلطان جلال الدین اکبر شاه (سنة ٩٦٣ سنة ١٠١٤)
وذکر فیه الواقعة المشاهدة والحالات المعائنة والمسموعة فان المصنف قدر ائی بعینه زمان عروج البرتکالیین فبهذا الاعتبار هذا المؤلف جدیر ان یوثق به وحقیق ان یعتمد علیه اعتمادًا تامًا -

درر المصنف مقدمة الکتاب باسم السلطان علی عادل شاه الذی تامّر فی بیجاپور من سنة ٩٦٥ خمسة وستین وتسعمائة وقد کمل تصنیفه بعد وفات السلطان المذکور فی بدء سنة ٩٩٤ اربعة وتسعین وتسعمائة

وقد اشتهر الکتاب فی یورپ بالشهرة الخاصة وترجم باللسان الانکلتری والپرتگیزی - قد ترجمه باللسان الانگلترا میجر ولینڈسن الذی کان مترجمًا فی قلعة سینت جارج مدراس وطبع بمقام لندن سنة سنة ١٨٣٣ء من جانب شعبة اوقاف التراجم المشرقیة -

امّا پروفیسر ڈیوڈ لوپیس فانہ قد ترجم احوال البرتکالیین فقط وسمّاھا تاریخ برتگیزان ملیبار واطبعہ سنہ ۱۸۹۸ء بلزبن۔

وذکرا لحکیم محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ فی المقالۃ الحادی عشر من کتابہ بعض الاحوال المذکورۃ فی تحفۃ المجاھدین وترجمہ اندرسن بالانکلتریہ مع حواشي وسماھا تذکرہ ملیبار واھتم بطبعہ سنہ ۱۸۸۶ء فی اشیاتیک مسلیمی بکلکتہ۔

والترجمۃ الانکلیزیۃ التی لجیمس برگس۔ والھندیۃ لمالک مطبع نولکشور فھی عین ما ترجمہ اندرسن من تاریخ فرشتہ۔ انظر تاریخ فرشتہ فارسی مطبوع بمبئی المجلد الثانی ص ۶۱۷ و مطبوع کانپور المجلد الثانی ص ۳۶۸ والمترجم بالاردو طبع کانپور المجلد الثانی ص ۴۸۸ والترجمۃ لبرگس المطبوعۃ بلندن سنہ ۱۸۲۹ء المجلد الرابع ص ۵۳۱ -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اظہر دین الاسلام علی الادیان واعز
المتمسکین بہ علی تعاقب الازمان والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
الہادی الی الدین المتین وعلی آلہ واصحابہ وذریتہ اجمعین ۔
وبعد فان اللہ سبحانہ من علی عبادہ بانہ وہب
لہم تمیزاً خالصاً وعقلاً واعد لہم ما یحتاجون الیہ وبین لہم
ما یفوزون بہ فضلاً وارسل الیہم رسلاً مبشرین ومنذرین
مخبرین عن اللہ امور الدین وشرفنا خاصتہ بانہ جعلنا من امۃ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفضلنا بہ علی سائر الامم قال تعالیٰ
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ ۔

واذا صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم سید ولد آدم فہو خیرہم
وخیریۃ الامۃ تابعۃ لخیریتہ ۔ وروی الامام احمد عن المقداد
رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یبقی

على ظهر الارض بيت مدر ولا وبر الا ادخله الله كلمة الاسلام بعز
عزيز وذل ذليل إمّا يعزهم الله فيجعلهم من اهلها واما يذلهم
فيدينون لها قلت فيكون الدين كله لله وما لا يبقى ان الله سبحانه
وتعالى ادخل دين الاسلام في أكثر الاراضي لعامرة ففي أكثر الاقطار
بالسيف والارغام وفي بعضها بالدعاء الى الاسلام وقد أكرمه الله
اهل مليبار من الهند بقبول دين الاسلام طائعين راغبين لا راهبين
ولا منحزئين وذالك ان جميعًا من المسلمين دخلوا في بنادر مليبار
وتوطنوا فيها ودخل اهلها في دين الاسلام يومًا فيومًا وظهر فيها الاسلام
ظهورًا بالغًا حتى كثر المسلمون فيها وعمّر بهم بلدانها مع قلة ظلم رُعاتها
الكفرة وعدم تعديهم عن رسومهم القديمة واتاهم الله نعمة
موسّعة فغبروا على ذالك زمانا ثم بدلوا نعمة الله كفرانا وازدادوا
وخالفوا فسلّط الله عليهم اهل پرتگال من الافرنج خذلهم الله تعالى
فظلوهم وافسدوا واعتدوا عليهم بما لا يُحصى من اصناف الظلم
والفساد الظاهرين بين اهل البلاد ومضوا على ذالك برهة من الازمنة
تنيف على ثمانين سنة حتى آلت احوال المسلمين الى شر مآل من
الضعف والفقر والذل ومارو الا يستطيعون حيلة ولا يهتدون
سبيلًا ولم يُعبأ بدفع ماحلّ بهم من البلاء والفتنة سلاطين المسلمين
وأُمرائهم اعزالله انصارهم مع كثرة عساكرهم واموالهم بالجهاد
وانفاق الاموال في سبيل الله لقلة اعتنائهم بامور دينهم و
ايثارهم الدنيا الفانية على اخرتهم. فجمعت هذه المجموع ترغيبًا
لاهل الايمان في جهاد عبدة الصلبان فان جهادهم فرض عين لدخولهم

بلاد المسلمين -

وايضاً اسروا منهم من لا يحصى كثرة وقتلوا منهم كثيرين وردّوا جملةً منهم الى النصرانية - واسترقوا المسلمات المأسورات حتى خرج لهم منهن اولاد نصارى يقاتلون المسلمين ويؤذونهم -

فاردت ان اذكر تلك الواقعات واسطر هذه الحادثات فصنّفت كتاباً وسمّيته **تحفة المجاهدين فى بعض اخبار البرتكاليين** ذكرت فيها بعض ما مضى من ما دهيهم ظهور دين الاسلام فى ديار مليبار ونبذة سيق من احكام الجهاد وعظيم ثوابه والتحريض عليه بنصّ التنزيل والآثار وشيئاً مما اختصّ به كفرتها من غرائب الاخبار -

وجعلتها تحفةً لحضرة افخر السلاطين واكرم الخواقين الذى جعل جهاد الكفرة قرة عينه واعلاء كلمة الله بالغزو وفرط اذنه وارصد نفسه الشريفة لنصر اهل الله وهمة العُليا لتدمير اعداء الله محمّد دين الله ماحى الكفر عن بلاد الله الذى صيّر محبته العلماء والصّلحاء ونصب عينه واعانة الغرباء والضعفاء مطمح نظره مالك ازمّة المعالى بهجة الايام والليالى الفائز مع حداثة سنه بالسعادة الابدية الحائز مع كثرة حدثه بالمفاخر السرمدية الذى طبق ارجاء الوجود سير مكارم ايادة وعبق نواحيه شذ نفحات ذكر محاسنه - ودانت لهيبته رقاب الاعاظم وذلت لعزيز صولته كرام الاعارب والاعاجم الكريم الذى امطرت سحائب لُفّه على فضلاء البلاد البعيدة - الحليم الذى اسنى حلمه حلم العقلاء المتقدمة - صاحب النصر والفتوح والعمل الخالص النصوح ذى الغزوات

التي تليت آيات فتحها في المحافل والامصار. والمكرمات التي عمّت آثارها في الاقطار المساعي في قطع دابر الكافرين واستيصال المبطلين ناشر آيات العدل والاحسان. باسط الف الفضل والامتنان. السلطان الاعظم المظفر الاوّاه السلطان علي عادل شاه رفع الله بعزّه قواعد الدين وشيّدها وقمع بانرة اولياء الطغيان واباد فرقهم وفرّقها. وملّكه لبساط الارض شرقا وغربا وسلّطه عليها برًّا وبحرًا وعجمًا وعربًا وهو الامام الذي شهد بمكارمه الخافقان ورغب في خدمته الثقلان. حبّه لاهل العلم وازرع طبعي ورفعه لمقامهم ومقالهم امتثال شرعي خلد الله على العالمين احسانه وعدله وصبّ عليهم كرمه وفضله بحق محمّد وآله ::

وقسمت المجموع على اربعة اقسام القسم الاول في بعض احكام الجهاد وثوابه والتحريض عليه - القسم الثاني في بدء ظهور الاسلام في ديار مليبار - القسم الثالث في نبذة يسيرة من عادات كفرة مليبار الغريبة. القسم الرابع في وصول الافرنج الى بلاد مليبار وبعض افعالهم القبيحة وفيه فصول الفصل الاول في ابتداء وصولهم الى مليبار ثم حصول المخالفة بينهم وبين المسلمين والسامرين ومصالحتهم راعي كشي وكنور. وبناء قلعتهم فيهما وفي كولم واخذهم بندر كووه -

الفصل الثاني في ذكر شيء من قبائح افعالهم -

الفصل الثالث في مصالحة السامرين اياهم وبنائهم قلعتهم في كاليكوت.

الفصل الرابع في وقوع الخلاف بينهم وبين السامرين وفتح قلعتهم.

القسم الثاني

في بدء ظهور الاسلام في مليبار

وذالك ان جمعا من اليهود والنصارى دخلوا بلدة من بلاد مليبار يقال لها كدنكلور وهي مسكن ملكها في مركب كبير بعيالهم واطفالهم وطلبوا منه الاراضي والبساتين والبيوت وتوطنوا فيها وبعد ذالك بسنين وصل اليها جماعة من فقراء المسلمين معهم شيخ قاصدين زيارة قدم ابينا آدم عليه السّلام بسيلان فلما سمع الملك بوصولهم طلبهم واضافهم وسألهم عن الاخبار فاخبره شيخهم بامر نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وبدين الاسلام وبمعجزة انشقاق القمر فادخل الله سبحانه في قلبه صدق النبي صلى الله عليه وسلم فآمن به ودخل في قلبه حبّ النبي صلى الله عليه وسلم. وامر الشيخ بان يرجع هو واصحابه بعد زيارة قدم آدم عليه السّلام ليخرج هو معهم ومنعه ان يحدث بهذا السر المليباريين ثم انهم سافروا الى سيلان ورجعوا اليه فامر الشيخ الملك بان يهيء مركبا لسفر من غير ان يعلم به احد وكان في البندر المذكور مراكب كثيرة للتجار الغرباء فقال الشيخ لصاحب مركب انا وجماعة من الفقراء يتوقعون

ان يركبوني مركبك. فرضي بذالك صاحب المركب. ولما قرب وقت السفر
نهى الملك اهل بيته ووزرائه ان يدخل احد منهم مدة سبعة ايام وو
عيّن في كل بلدة من بلدانه شخصًا وكتب لكل كتابا مفصلاً بتعيين الحدود
حتى لا يتجاوز احد عن حده الذي عيّنه.
والحكاية في ذالك مشهورة عند كفرة مليبار ايضا وكان ملكا
متوليًا في جميع مليبار وحدها من الجنوب كمهري ومن الشمال كانجركوت
ثم ان الملك ركب مع الشيخ والفقراء في المركب ليلاً وسار المركب
حتى وصل الى فندرينه فنزل فيها ولبث يومًا وليلة ومنها سار المركب
الى درمفتن. ونزل فيها ولبث ثلاثة ايام ومنها سار المركب حتى وصل
الى شحر ونزل فيها هو ومن معه ؛ وبعد مدة طويلة رافقه جماعة
في السفر معه الى مليبار لعمارة المساجد واظهار دين الاسلام فيها.
ثم ان الملك مرض واشتد مرضه فوصى اصحابه الذين رافقوه وهم
شرف بن مالك واخوه من الام مالك بن دينار وابن اخيه مالك
بن حبيب بن مالك وغيرهم بان لا يبطلوا سفر الهند بعد موته. فقالوا
نحن لا نعرف موضعك ولا حدّ ولا بلدك وانما اردنا السفر لصحبتك.
فتفكر الملك ساعة وكتب لهم ورقة بخط مليبار عين فيها مكانه واقربائه
واسماء ملوكها وامرهم ان ينزلوا في كدنكلور اودرمفتن اوفندرينه
اوكولم. وقال لهم لا تخبروا بشدة مرضي ولا بموتي ان مت احدًا من
المليباريين. ثم انه توفي رحمة الله تعالى رحمة واسعة.
وبعد ذالك بسنين سافر شرف بن مالك ومالك بن دينار
ومالك بن حبيب وزوجته قمرية وغيرهم مع الاولاد والاتباع الى

مليبار في مركب فوصل الى كدنكلور ونزلوا فيها واعطوا ورقة الملك المتوفى الى الملك الذي فيها واخفوا خبر موته فلما قرأها وعلم مضمونها اعطاهم الاراضي والبساتين على مقتضى ما كتبه - فاقاموا فيها وعمروا فيها مسجدا وتوطن فيها مالك بن دينار واقام ابن اخيه مالك بن حبيب مقامه لبناء المسجد في مليبار - فخرج مالك بن حبيب الى كولم بماله وزوجته وبعض اولاده وعمّر بها مسجدا - ثم خرج منها بعدها وخلى زوجته فيها الى هيلي ماراوي وعمّر بها مسجدا ثم الى بالنور وعمر بها مسجدا ثم رجع الى منجلور وعمّر بها مسجدا وخرج منها الى كانجركوت وعمر بها مسجدا ومنها الى هيلي ماراوي واقام بها ثلاثة اشهر ومنها الى جرفتن وعمر بها مسجدا ومنها الى درمفتن وعمر بها مسجدا ومنها الى فندرينه وعمر بها مسجدا ومنها الى شاليات وعمر بها مسجدا واقام بها مدة خمسة اشهر ومنها الى كدنكلور عند عمه مالك بن دينار ثم سافر منها الى المساجد المذكورة وصلى في كل مسجد منها ورجع الى كدنكلور شاكرا لله وحامدا له لظهور دين الاسلام في ارض مملوة كفرا ثم خرج مالك بن دينار ومالك بن حبيب مع الاصحاب والعبيد الى كولم وتوطنوا بها غير مالك بن دينار وبعض اصحابه فانهم سافروا الى شحر وزاروا قبة الملك المتوفى فيها ثم سافر مالك الى خراسان وتوفى فيها ورجع مالك بن حبيب مع زوجته بعد ما ترك بعض اولاده في كولم الى كدنكلور وتوفي فيها هو وزوجته - وهذا خبر اول ظهور الاسلام في مليبار -

واما تاريخه فلم يتحقق عندنا وغالب الظن انه انما كان بعد المائتين من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصلوات والتحيات - واما ما

اشتهر عند مسلمي مليبار ان اسلام الملك المذكور كان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم برؤية انشقاق القمر ليلة وانه سافر الى النبي صلى الله عليه وسلم وتشرف بلقائه ورجع الى شحر قاصد مليبار مع الجماعة المذكورة وتوفي فيها - فلا يكاد يصح شيء منها -

والمشهور الآن بين الناس انه مدفون في ظفار لا شحر وقبره مشهور هنالك يتبرك به - واهل تلك الناحية يسمونه السامري. وخبر غيبة الملك المذكور مشهور عند جميع اهل مليبار المسلمين والكفرة الآن. الكفرة يقولون عرج به الى فوق ويتوقعون نزوله - ولذلك كانوا يهيئون في موضع بلد نكلور قبقاباً وماء ويرجون فيه في ليلة معروفة عندهم - ومشهور عندهم ايضا انه قسم ولايته عند قرب سفره على اصحابه الا السامري الذي كان اول من عمر بندر كاليكوت فانه كان غائبا عند القسمة - فلما حضر اعطاه سيفا وقال له اضرب بهذا وتملك فعمل بمقتضى قوله وتملك كاليكوت بعد زمان - وسكن فيها المسلمون ووصل اليها التجار واصحاب الصنائع من اطراف شتى - وكثرت التجارة فيها حتى كبرت وصارت مدينة عظيمة اجتمع فيها صنوف الناس من المسلمين والكفار وظهرت قوة السامري فيما بين رعاة مليبار ورعاتها كلهم كفرة وفيهم القوي والضعيف ولكن يأخذ القوي بلد الضعيف بقوته وذلك بوصية ملكهم الكبير الذي اسلم ودعائه لذلك وسببه بركة النبي صلى الله عليه وسلم وبركة دينه - فان منهم من يكون له مملكة فرسخ ومنهم من يكون له زيادة على ذلك وفيهم من يكون له من العساكر مائة او نحوها او مائتان او ثلاث مائة الى الف الى

خمس الاف وعشرين الاف الى ثلاثين الف الى ماية الف او اكثر. وبعض البلدان ان ليشترك فيها اثنان او ثلاثة او اكثر مع ان لبعضهم اقوى واكثر عسكرًا من الآخر. ويقع الحرب والشحناء بينهم ومع هذه لا يتغير امر الشركة واكثرهم عسكرا ترد ويراعي كولم وكمري وما بينهما في شرقيهما املاك كثيرة منها كولتري راي هيلي مارادي وجرفتن وكنور واركات ودرمفتن وغيرها واكثرهم شوكة واشهرهم ذكرا السامري له ظهور فيما بينهم وذالك ببركة دين الاسلام ودخل المسلمين واكرامه لهم خصوصا الغرباء. واما الكفرة فيزعمون ان ذالك باعطاء الملك المتقدم ذكره السيف له وذالك السيف موجود عند السامري الى الآن على ما يزعمون محترما معظما ويحمل بين يديه اذا خرج لحرب او مجمع عظيم واذا حارب السامري احد رعاتها الذين هم غير الاقرباء لسبب من الاسباب يعطيه المال وبعض المملكة اذا اضطر واذا لم يعطي ولا يسلط فيهما مع قدرة على ذالك ولو طال الزمان وذالك لان اهل مليبار يراعون العادات والرسوم القديمة لا يخالفونها الا نادرا واما غير السامري فليس له في المحاربة شيئ الا اهلاك النفوس وتخريب البلدان ان امكن.

القسم الثالث

فى ذكر نبذة يسيرة من عادات كفرة مليبار الغريبة

اعلم ان فى كفرة مليبار عادات غريبة ليست فى غيرها من الاقطار منها انه اذا قتل راعيهم فى الحرب يهجم على خصمه وعساكره وبلاده حتى يقتلوا جميعهم او يخربوا مملكة خصمه جميعها. ولهذا يهابون من قتل الراعى هيبة عظيمة وهذه عادتهم القديمة وان قلت المحافظة على ذالك فى هذا الزمان ومنها ان رعاة مليبار صنفان صنف معينو السامرى وصنف معينو راعى كنير ولا يختلف ذالك الا لعارض فاذا زال العارض رجعوا الى طريقتهم الاولى. ومنها انهم لا يخدعون فى حربهم بل يعينون يوما معلوما للحرب لا يخالفون ويرون الخداع فى ذالك هوانا. ومنها انه اذا مات كبيرهم كالاب والام وكبير الاخوة بالنسبة الى البراهمة والنجارين وامثالهم وكالام والخال وكبير الاخوة بالنسبة الى النيار ومن اقاربهم يجتنبون سنة كاملة اغشيان النسوان واكل الحيوانات والتنبول وحلق الشعور وقلم الاظفار ولا يخالفون النيار ومن قاربهم لاخوتهم من الام واولاد اخواتهم وخالاتهم اوقرابتهم من جهة الام لا الاولاد مالا وملكا وقد انجر هذا اعنى عدم

تورث الاولاد الى اكثر مسلمى كننور وماحواليها تبعا لهم مع ان فيهم من يقرأ القران ويحفظه ويحسن قراءته ويتعلم العلم ويشتغل بالعبارة -

واما البراهمة والصاغة والنجارون والحدادون والغازانيون و السماكون وغيرهم فالارث فيهم للاولاد ولهم نكاح - واما النيار فليس لهم من النكاح الا عقد خيط فى عنق المراة فى اول مرة ثم الامر على حسب الحال للعاقد وغيره سوآء -

واما البراهمة فاذا كانوا اخوة لا ينكح الا الاكبر هم سنا مالم يتحقق انه لا يولد له والباقون لا ينكحون لئلا يكثر الورثة فيقع الخلاف بل ينضمون الى نسوان النيار - واذا حصل لاحدهم من احداهن الولد فلا يورثونه وانما تحقق ان الاكبر لا يولد له نكح غيره - ومنها انه يجتمع على امرآة واحدة من النيار ومن اقاربهم اثنان او اربعة او اكثر ويتناوب كل منهم ليلة كما يقسم الزوج المسلم بين زوجاته ووقوع العداوة والشحناء بينهم قليل - وتبعهم النجارون والحدادون والصاغة وامثالهم فى ان يجتمع على امرآة اكثر من واحد ولكن من الاخوة والا من القرابة لئلا تتفرق الورثة وشيئا مما يليها وباقى البلادة مكشوف ويستوى فى ذلك الذكور والاناث والملوك والكبراء ولا يحتجب نسوانهم عن احد الا نسوان البراهمة فلهن احتجاب واما النيار فيذنون نسوانهم بالحلى والثياب النفيسة ويخرجونهن فى مجامعهم الكبيرة حتى لتشاهدهن الرجال ويستحسنونهن - ومنها انه لا يتملك فيهم الامن هو الكبر سنا ولو بلحظة وان كان احمق او اعمى او ضعيفا او من اولاد الخالات ولم يسمع ان احدا من الاخوة او اولاد الخالات قتل من هو الكبر منه سنا ليتولى المللك عجلا - ومنها انه اذا انقطع الورثته او

فلو يأخذون اجنبيًا ولو كبيرًا ويجعلونه وارثًا فى مقام الولد او الاخ او ولد الاخت ثم لا يفرقون بينه وبين الاصلى فى الارث والملك وهذه العادة جارية بين جميع كفرة مليبار ملوكهم وسوقتهم واعاليهم واد انيهم فبذالك لا ينقطع ورثتهم - ومنها انهم التزموا تكليفات كثيرة لا يعدلون عنها لانهم منقسمون على اجناس عديدة منهم الاعلى والادنى وما بينهما - واذا وقع التماس بين الاعلى والادنى ولكن القرب الى حد معلوم عندهم بالنسبة الى الذميين فلا بد للاعلى من الغسل ولا يجوزون له اكل الطعام قبل الغسل فلو اكله قبله انحط عن مرتبته فلا يدخلونهم معهم فى مرتبتهم العليا، ولا خلاص له الا بالهرب الى موضع لا يعرف اهله بحاله والا اخذه راعى البلد وباعه لمن هواء فى منه مرتبة ان كان صبيًا او امرأة والاجاء الينا واسلم اوصار جوكيًا اونصرانيًا - وكذا لا يجوز للاعلى ان ياكل طعام طبخه الادنى فان اكل يترتب عليه ما ذكر آنفا - واصحاب الخيوط هم الذين يلتزمون لبس الخيوط فى عواتقهم على جميع كفرة مليبار وهم ايضا طوائف منهم الاعلى والادنى وما بينهما والبراهمة اعلى اصحاب الخيوط النيار وهم عساكر اهل مليبار والكثرهم عددا وشوكة وهم ايضًا اصناف كثيرة منهم الاعلى والادنى وما بينهما ودونهم الغارانيون وهم الذين يعتادون صعود اشجار النارجيل لتنزيل جوبها الى الارض واخراج مائها الذى يصير خمرًا او يطبخ ويجعل سكرًا ودونهم النجارون والحدادون والصائغون والسمالون وغيرهم ودونهم طوائف كثيرة منهم الدينيون وهم الذين يعتادون الحراثة والزراعة وما يتعلق بهما وهم ايضًا اصناف واذا وقعت حجرة من واحد من الذينيين على احدى النساء الاتى فوق مرتبته فى ليال معروفة عندهم من السنة انحطت عن مرتبتها ان لم يستصحبها ذكر ولو حملت خاما ياخذها

وهم ايضًا اصناف ودونهم [illegible]

الوالي ويبيعها او تجيء اليناد تسلم او تصير نصرانية او جوكية واذا وقع الوطي بين علية ودني او بالعكس ينحط العلي عن مرتبته فلا قرار له الا باحد الامور المذكورة الا اذا وطي اصحاب الخياط نسوان النيار فلا يخرجونهم عن مرتبتهم وجعلوا هذا عادة فيما بينهم لما تقدم انه لا يتزوج الا الكبير للاخوة والبراهمة ينضمون الى نسوان النياد وكم مثل هذا من التكليفات التي التزموها على انفسهم جهلا وسفاهة . وهذه الكلمات انما وقعت فيما بين الكلام استطرادا فان الكلام يجر الى الكلام ؛ وعدنا بمقصودنا بهذه الاوراق وذلك ان شرف بن مالك ومالك بن دينار وحبيب مالك وغيرهم ممن تقدم ذكرهم لما دخلوا مليبار وعمروا المساجد في البنادر المذكورة ونشي فيها دين الاسلام ودخل اهلها في الدين قليلا قليلا ووصل اليها التجار من اطراف كثيرة و عمرت بلاد غيرها مثل كاليكوت وبلينكوت وترورانكاد ثم تانور ثم فندان وبربورانكاد ثم برونور عن حوالي شاليات ومثل كابكات وتركوري وغيرها من حوالي فندرينة ومثل كنور واركاد وترونكاد ونيلي وجنبا من حوالي درمفتن وفي جنوبها بدونتن ونانرو ارام وفي جنوب كدنكلور كشي وبت ويليرم وكذا غيرها من البنادر وكثر فيها سكانها وعمرت بالمسلمين وتجارهم لقلة ظلم رعاتها مع كونهم وكون عساكرهم كفرة ولرعايتهم عاداتهم المتقدمة وعدم مخالفتهم لها الا نادرا . والمسلمون فيها رعايا وقليلون لا يبلغون عشر معا شرهم . واعظم بنادر مليبار من قديم الزمان واشهرها ذكرا بندر كاليكوت ولكنها ضعفت وخربت بعد وصول الافرنج الى مليبار وتعطيلهم اسفار اهلها وليس للمسلمين في جميع ديار مليبار امير ذو شوكة يحكم عليهم بل رعاتهم الكفرة يحكمون عليهم بضبط امورهم وتغريمهم

المال اذا صدر من احد منهم بالفقير الغرامة عندهم ومع هذا فللمسلمين فيما بينهم حرمة وعزة لان اكثر عمارات بلادهم بها فيمكنون من اقامة الجمع والاعياد ويعينون الوظائف للقضاة والموذنين ويعينون فى اجراء الاحكام الشرعية بين المسلمين ولا يرخصون فى تعطيل الجمعة فمن عطلها عزروه وغرموه المال فى اكثر البلاد واذا صدر من مسلم ما يقتضى قتله عندهم قتلوه باذن كبراء المسلمين ثم ياخذه المسلمون ويغسلونه ويكفنونه ويصلون عليه صلواة الجنازة ويدفنونه فى مقام المسلمين واذا صدر من كافر ما يقتضى قتله قتلوه وصلبوه وتركوه فى مقتله حتى يأكله الكلاب وابناء آوى . ولا يأخذون منهم الا العشور فى التجارات والغرامات اذا صدر منهم ما يقتضى الغرامة عندهم ولا يأخذون الخراج من اصحاب الزراعات والبساتين ولو كثرت ولا يدخلون داخل بيوت المسلمين بغير اذنهم واذا صدرت منهم جرأة لا يقتلوهم بظلم بل يكلفونهم باخراج صاحب الجرأة من بينهم بالملازمة والاضرار بالتجويع ونحوه ولا يتعرضون لمن اسلم منهم باذائه بل يحترمونه كاحترام سائر المسلمين ولو كان عندهم من اسافلهم وكان تجار المسلمين فى الزمان القديم يجمعون له ما يرتفق به -

القسم الرابع

في ذكر وصول الافرنج الى مليبار وشيء من افعالهم القبيحة وفيه فصول

الفصل الاول

في ابتداء وصولهم الى مليبار ووقوع الخلاف بينهم وبين السامري وبناء قلعتهم في كُتير وكننور وكولم واخذهم بندر كووه وتملكهم لها.

وذلك ان ابتداء وصولهم الى مليبار كان سنة اربع وتسعمائة من الهجرة النبوية ووصلوا الى فندرينه في ثلاث مسماريات بعد انقطاع موسم الهند ثم خرجوا منها الى بندر كاليكوت في طريق البر واقاموا فيها شهورا يتعرفون احوال مليبار واخبارها ولم يشتغلوا بالتجارة بل رجعوا الى بلادهم تركا. وسبب وصولهم الى مليبار على ما يحكى عنهم طلب بلاد الفلفل ليختص تجارته بهم. فانهم ما كانوا يشترونه الا من الذين يشترونه ممن يجلبونه من مليبار بوسائط وبعد سنتين منها جاءوا في ستة مسماريات ودخلوا في كاليكوت على هيئة التجار واشتغلوا بالتجارات وقالوا لعمال السامري ينبغي منع المسلمين من تجاراتهم

ومن السفر الى بر العرب والفوائد الحاصلة منهم منا اضعافا اضعافا ثم انهم تعدوا على
المسلمين فى اثناء المعاملات - فامر السامرى بقتلهم فقتل منهم نحو سبعين
او ستين رجلا وهرب الباقون ودخلوا فى مراكبهم ورموا بالمدافع على اهل البر
واهل البر عليهم ثم ذهبوا الى بندر كشي وصالحوا اهلها وبنوا فيها قلعة صغيرة
وهى اول قلعة بنوها فى الهند واتخذوها مسكنهم وهدموا مسجدا كان فى
ساحل البحر وبنوا بيعة وعاملوا اهلها ثم صالحوا اهل كنور وبنوا فيها قلعة وعاملوا
اهلها وسافروا بالفلفل والزنجبيل الى برتكال وهو مقصودهم الاعظم الذى
لاجله قطعوا المسافة البعيدة وبعد سنة منها جاؤا فى اربعة مسماريات
ونزلوا فى كشي وكنور وسافروا الى بلدهم بالفلفل والزنجبيل وبعد سنتين
منها جاؤا فى عشرين مسماريا او واحد وعشرين او اثنين وعشرين او ثمانية
عشرة وسافروا الى بلدهم بالفلفل والزنجبيل وساير البضائع وعظم امرهم
ثم قصد السامرى كشي وخربها على ما هو عادته من قديم الزمان وقتل
اثنين او ثلاثة من رعاتها ورجع الى كاليكوت ولسبب كونهم مقتولا
لاجل الافرنج صاروا ولاداخواتهم مختصين بملكة كشي وراحوا اليها دون
ساير قراباتهم بقوة الافرنج خلافا لرسمهم القديم من تولية الاكبر سنا
من قراباتها وصار لهم عزة وحرمة عندهم واعانوا كشي فى حروبهم
ورواجهم واعطوا اموالا وعينوا لهم العشور فى تجاراتهم حتى عظم امرهم
وبعد سنة من مجى المراكب العشرين او ما قاربها جاؤا فى عشرة
مسماريات سبعة منها جديدة وثلاثة كانت مع المسماريات التى
وصلت قبل سنة منها ولكنها تاخرت فى الطريق ووصلت مع السبعة
ثم سافرت السبعة الى بلادهم بالبضائع وبقيت ثلاثة فى كشي

فقصدهم السامري مع قريب من مائة الف نايه ومعه جمع كثيرون من المسلمين ولو لكن له دخول كثير لمحاربة الافرنج بالبري بالمدافع ولكن جمع المسلمون من اهل قنان ثلاثة سنابق محاربوهم واستشهد بعضهم.

وفي اليوم الآخر جهز اهل فنان وبليأودت اربعة سنابق واهل فندرينه وكانت ثلاثة سنابق محاربوهم محاربة شديدة ولم يصب المسلمين فيه لشيئ ثم لم يتيسر الحرب لقرب عهد المطر فرجع السامري ومن معه الى بلادهم سالمين بحمد الله. ثم تتابع في كل سنة على هذا المنوال وصول مراكبهم العديدة من برتكال بالرجال والاموال وسفر منهم كثير من مليبار بالفلفل والزنجبيل وساير البضايع الى برتكال. وبعد ما استقر الافرنج في كشي وكنور وتمكنوا اشتغل اهلها ومن تبعهم بالسفر في البحر مصالحين لهم آخذين اوراقهم معهم لكل مركب علامة لا ما نهم ولو صغيرا وعينوا لكل ورقة مالا معلوما لوعا تم يعطيهم اياه اصحاب المراكب عند السفر وادوا ذالك فائدة لهم ليوا نقوا اهم على ذالك. فان وجد الافرنج مركبا ليس فيه ورقتهم اخذو المركب وما فيه ومن فيه والسامري ورعاياه واتباعهم كانوا محاربين لهم وصرف السامري في محاربتهم اموالا كثيرة حتى ضعف السامري ورعاياه وكان يراسل سلاطين المسلمين طلبا لاعانتهم فلم ينفعوا ولكن سلطان محمود شاه ولد السلطان الفاضل مظفر شاه وعادل شاه. جد علي عادل شاه الاعلى نور الله مرقدهم امر بتهيئة المراكب والغربان ولم يوفقا للاخراج في البحر.

واما سلطان مصر قانصوه الغوري رحمة الله تعالى فقد ارسل من امرائه الامير حسينا مع بعض العساكر في ثلاثة عشر غرابا فوصل بهيبا

الى بندر ديو جزيرات وخرج منها الى بندر شول ومعه ملك اياس
نائب ديو يخبر بانه تلقى بعض مراكب الافرنج ووقع الحرب فاخذ غرابا كبيرا لهم
وحصل النصر ورجع بما معه من الغربان الى ديو واقام فيها شهورا في
ايام المطر ثم وصل اليه بامر السامرى نحو اربعين غرابا كلها صغار من بلاد
السامرى وغيرها -
واما الافرنج قاتلهم الله تعالى لما سمعوا باستقراره في ديو استعدوا
وخرجوا في نحو عشرين مركبا ووصلوا الى ديو بجاءة فلما بلغ الى ديو
خبر وصولهم اخرج الامير حسين الغربان التي كانت معه من غير استعداد
والمليباريون غربانهم وملك اياس غربانه والافرنج لعنهم الله لما التقوا
ما قصدوا الا الغربان الامير حسين فاخذوا بعض غربانه وطاح البواقي
ورجع الملاعين بتقدير الله تعالى وحكمه الغالب الى كثير غالبين - ولكن
سلم الامير حسين نفسه وبعض من كان معه وغربان ملك اياس والمليباريين.
ثم ان الامير المذكور رجع الى مصر فاخذت الغوري الغيرة فارسل
نحو اثنين وعشرين غرابا كبيرا في استعداد تام وامر الامير سلمان الرومي
مع الامير المذكور فوصلا الغربان الى بندر جدة المحروسة ثم الى بندر
كمران فتعلق الامير حسين بحرب اليمن ونهب ملدا نها وعزم الامير سلمان
الى بندر عدن ثم رجع الى جدة فحصل بينه وبين الامير حسين حرب فخرج الامير
سليمان من جدة لكون الامير حسين حارب المسلمين ونهب بلدانهم فلذا امسكه
سلطان الحجاز الشريف بركات فغرقه في البحر. وبعد ذلك وصل الخبر الى
جدة بوقوع الحرب بين الغوري وبين السلطان سليم شاه الرومي رحمهما الله
تعالى حصول ما حصل من انكسار الغوري وقتله ووقوع المملكة في تبعة سلطان

سليم شاه رحمة الله تعالى والله غالب على امره وفي اليوم الخميس الثاني والعشرين من شهر رمضان سنة خمس عشرة وتسع مائة ٩١٥ﻫ نزل الافرنج في كالكوت محاربين واحرقوا المسجد الجامع الذي عمره الناخوذ مثقال ودخلوا بيت السامري زاعمين انهم تملكوها وكان السامري حينئذٍ غائبًا لبعض الحروب غيبة بعيدة. فهجم عليهم من حضر من النيار وحاربوهم واخرجوهم منه وقتلوا منهم نحو خمسمائة افرنجي وقد غرق من غرق وهم اكثر ومن سلم منهم ركب في مراكبهم خائبين باذن الله تعالى.

وقبل ذا التاريخ او بعده نزلوا في فنان واحرقوا نحو خمسين من المراكب التي كانت متروكة في ساحلها واستشهد من المسلمين نحو سبعين رجلاً وكذا نزلوا في مدن وحاربوا اهلها فنصر الله المسلمين وخذل الافرنج انهزموا باذن الله وخاب قصدهم وكان ذالك في ايام الامير مرجان رحمه الله. وبعد ما تملك الافرنج في كشي وكنور صالحوا راجي كولم وبنوا فيها قلعة فان الفلفل يجلب اليها والى كشي اكثر مما يجلب الى غيرهما وايضًا حاربوا اهل گووه واخذوها عنوة وتملكوها وكانت من بنادر عادلشاه جد علي عادلشاه الاعلى نور الله ضريحه وجعلوها دار مملكتهم في الهند واحكموها. ثم ان عادلشاه رحمة الله حاربهم وفتحها واخرجهم منها وجعلها دار اسلام فاخذتهم لعنهم الله الغيرة فوصلوا اليها في استعداد عظيم وحاربوا حتى اخذوها واستولوا عليها وبقال وفقهم امراؤها وكبرائها حتى سهل عليهم اخذها ثم بنوا فيها قلاعًا عديدة منيعة فازدادوا قوة على قوة فان الله اذا اراد امرًا بلغه وصارت قوتهم تزداد عامًا فعامًا وشهرًا فشهرًا.

الفصل الثاني

في الاشارة الى شيء من قبائح افعالهم . وذلك ان مسلمي مليبار كانوا في نعمة ورفاهية من العيش لغفلة ظلم رعاتهم ورعايتهم عاداتهم القديمة ورفقهم بهم فبطروا النعمة اذ ذاك واوخالفوا فلذالك سلط الله عليهم البرتكاليين من الافرنج النصارى خذلهم الله تعالى فظلموهم وافزوا فيهم وفعلوا افعايل قبيحة شنيعة لا يحصى من ضربهم والاستهزاء بهم والضحك عليهم اذا مرّوا بهم استخفافاً وجعلهم مراكبهم في محال الماء — والبصق على وجوههم وابدانهم وتعطيل اسفارهم خصوصاً سفر الحج ونهب اموالهم واحراق بلادهم ومساجدهم واخذ مراكبهم ووطو المصاحف والكتب بارجلهم واحراقها بالنار وهتك حرمات المساجد وتحريضهم على قول الردة والسجود لصليبهم وعرض الاموال لهم على ذالك وتزيين نسوانهم بالحلي والثياب النفيسة لتفتين نسوان المسلمين وقتل الحجاج وساير المسلمين بانواع العذاب وسب رسول الله صلى الله عليه وسلم جهارا واسرهم وتقييد اساريهم بالقيود الثقيلة وترديدهم في السوق لبيعهم كما يباع العبيد وتعذيبهم حينئذ بانواع العذاب لزيادة العوض وجمعهم في بيت مظلم منتن مخطر وضربهم بالنعل اذا استنجوا بالماء وتعذيبهم بالنار وبيع بعضهم وتعبيد بعضهم وتعيين بعضهم في الاعمال الشاقة بلا شفقة والخروج الى منايح جزرات وكنكن ومليبار وبر العرب مستعدين والاقامة فيها لاخذ المراكب والاكتساب بذالك اموالا جزيلة واسارى عديدة وكم من نساء اصيلات اسروا وتيسروهن حتى حصل لهم منهن اولاد نصارى اعداء دين الله يوذون المسلمين وكم من سادات وعلماء وكبراء اسروا وعذبوا

حتى قتلوا وكم من مسلمين ومسلمات نصروا وكم من امثال ذالك من فضائح وقبائح تكل الالسنة عن ذكرها وتانف عن احصائها اخذهم الله اخذ عزيز مقتدر -

ثم ان بغيتهم العظمى وهمتهم الكبرى قديما وحديثا تغيير دين المسلمين وادخالهم فى النصرانية نعوذ بالله من ذالك وانما صلحهم المسلمين لضرورة العشرة معهم فان اكثر سكان البنادر التى فى ساحل البحر المسلمون ولذا قال الافرنج الواصلون من برتكال جديدا فى بعض المواسم لمارأوا المسلمين وصورهم فى كشى الى الآن لم يتغير صورهم لاموا كبيرهم حيث لم يغيرهم عن دينهم يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم ويابى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكافرون. وكذا قال كبيرهم لراجى كشى اخرج المسلمين عن كشى فان الفائدة الحاصلة منهم قليلة ويحصل لك منا من فوائد اضعاف ومايحصل منهم فاجاب بانهم رعيتنا من قديم الزمان وبهم عمارة بلدنا فلا يمكن لنا اخراجهم وليست لهم عداوة الا للمسلمين ولدينهم لا للنيارو ولا لغيرهم من الكفرة -

الفصل الثالث

فى مصالحة السامرى للافرنج وبنائهم القلعة فى كاليكوت

وذالك انه لما طال زمن المحاربة واشتد ضعف المسلمين ومات السامرى الذى كان صرف الاموال الجزيلة فى حربهم وتولى اخوه رأى ان المصلحة صلحهم لتحصيل رعاياه المسلمين التجارة كماحصلت لاهل كشى وكنور ونزول ضعفهم

وفقرهم نصالحهم واذن لهم فى بناء القلعة فى كاليكوت بشرط تمكين رعايا من
تفسير اربعة مراكب الى بر العرب بجدة وعدن كل عام فشرع الملاعين فى بناء
القلعة باستحكام وشرع رعاياه فى تغير اربعة مراكب الى بر العرب بالفلفل
والزنجبيل والسفر للتجارة الى جزرات وغيرها باوراقهم كغيرهم وكان ذالك سنة
عشرين او احد وعشرين وتسعمائة - فلما رجعت المراكب الاربعة الى كاليكوت
وتم بناء قلعتهم منعوهم من سفر بر العرب ومن تطايع الفلفل والزنجبيل فى المراكب
وجعلوا تجاراتها خاصة بهم حتى اذا راوا شيئا منها فى مركب اخذوه مع ما فيه
من الاموال والنفوس وكان يصدر منهم الظلم والايذاء للمسلمين وغيرهم
والسامرى مقيم على صلحهم صابر على ايذائهم خوفا من شرورهم - ومع هذا كان
يراسل سلاطين المسلمين خفية فى الحث على التجهيز لمحاربتهم فلم يجر شيئا لما لم
يرد الله تعالى وهم لعنهم الله اهل مكر وخديعة عارفون بمصالح امورهم يتذللون
لاعدائهم وقت الحاجة غاية التذلل واذا انقضت سلطوا عليهم بكل ممكن وكلهم
على كلمة واحدة لا يخالفون امر كبرائهم مع بعد المسافة عن رعاتهم وقلما يصيبهم
الاختلاف ولم يسمع ان احدا منهم قتل كبيرهم لاجل الولاية ولذا دانت لهم
مع قلتهم رعاة مليبار وغيرها بخلاف ما عليه عساكر المسلمين وامراؤهم من
الاختلاف وطلب الاعتلاء على الغير ولو بقتله - ثم ان الافرنج الملاعين بعد
ما استقروا فى كاليكوت وتمكنوا طلبوا السامرى الى بيت عند قلعتهم باسم
تسليم هدية عظيمة له من راجى برتكال قاصدين اسره فاحس به السامرى
باشارة بعض الافرنج بذا اللطف فخرج من بينهم باسم قضاء الحاجة الانسانية
حتى بعد عنهم وتخلص من مكرهم باذن الله تعالى - وبسبب ذالك اخرجوا
زال الافرنجى من كاليكوت ونقلوه ومن يتعلق به الى كننور - ثم فى محرم

سنة ثلاث وعشرين وتسعماية خرجوا من كووه باستعداد عظيم في ثمانية عشرين مركبًا قاصدين بندر جدة المحروسة ليتملكوها ووصلوا الى البندر فتحير من ذالك المسلمون وخافوا خوفًا شديدًا - وكان الامير سلمان الرومي فيها ومعه من العساكر ماييتان والغربان اللتي جهزها الغوري الى مليبار لجرمهم متروكة فيها فرماهم اهلها بالمدافع من الكبر ما اصابت بعض مراكبهم فرفعوا شراعهم وارسوا فوق العلم خوفًا من المدافع ثم شرعوا فارسل الامير سلمان وراءهم لسبنوكين فيها ثلاثون رجلًا فاخذوا منهم غرابًا صغيرًا في كمران وفيه اثنا عشر نصرانيًا ووصلوا بهم الى جدة - ثم ان الملاعين توجهوا في كمران لانقطاع الموسم الهندي - ثم رجعوا الى كووه خائبين باذن الله تعالى وذالك من فضل الله -

الفصل الرابع

في سبب وقوع الخلاف بين السامري والافرنج وفتح قلعة كاليكوت

اعلم انه كان يزداد تعديهم وافسادهم في كاليكوت يومًا فيومًا وكان السامري مغمضًا عن ذالك وطال الامر حتى وقعت الفتنة بينهم وبين بعض مسلمي فندرينه في كاليكوت بتاريخ عاشر المحرم سنة احدى وثلاثين فانقطع الصلح وجعل الخلاف والحادثة - وايضًا خرج بعض اهل فندرينه وجنبا وترنكاد وبربورنكاد وغيرها في غربة صغار مختفين واخذوا من مراكب الافرنج الصغار

الخارجة للتجارة نحو عشرة وكان ذالك فی سنة ثلاثين وما قبلها -

وايضاً وقعت الفتنة بين مسلمی كدنكلور ويهودها فقتلوا رجلاً من المسلمين فوقع القتال بينهم فيها فارسلوا الى مسلمی ساير البلدان لاعانتهم واخذوا الثارمنهم فاجتمع اهل كاليكوت والفندريون وهم سكان فندرينه وقراها وكابكاد وترکود والشاليا تون وهم سكان شاليات وبيپورنكاد وتورونكاد وتانور وبرونور وفنان وتليسنكوت فی جامع شاليات واتفقوا على ان يخرجوا للحرب اليهود الى كدنكلور - وعلى ان يحاربوا الافرنج ولا يصالحوهم الا باذن من السامری ورضاه- وكان ذالك سنة ٣١ احدى وثلاثين - ثم خرج اهل هذه البلدان الى كدنكلور فی غربان ه غاردون المائة وقتلوا من اليهود كثيرا وخرج الباقون الى قرية قريب كدنكلور فی شرقيها واحرق المسلمون بيوتهم وكنائسهم ثم شرعوا فی احراق بيوت النصارى وبيعهم فوقعت الفتنة بين المسلمين ونيارها فقتلوا بعض النيار فلم تمكن لمسلميها القرار فيها فانتقلوا الى غيرها من البلدان وفی تلك السنة اتفق الدرمفتيون وهم سكان درمفتن واركاد وكنور وترونكاد وميلی وجنبا على مخالفة الافرنج وضربهم وكذا غيرهم -

وفی تلك السنة ايضا رغب فی حرب الافرنج بعض كبراء كشی وانتقلوا الى كاليكوت ولما تحقق عند الافرنج لعنهم الله تعالى مخالفة اكثر المسلمين والسامری لهم خرجوا من كشی فی استعداد عظيم ونزلوا فی فنان صبيحة يوم السبت الثالث من جمادی الاولى من السنة المذكورة واحرقوا اكثر بيوتها ودكاكينها وبعض المساجد وقطعوا اكثر اشجار النارجيل التی فی ساحل بحرها واستشهد من استشهد وخرجوا منها فی الليلة الثانية ووصلوا الى فندرينه واخذوا من هنالك الغربان نحو اربعين لاهل فندرينه وغيرها واستشهد من استشهد- ولما وقعت

الفتنة فی کالیکوت بین الافرنج وبعض مسلمی قندرینه وعزم السامری علی محاربتهم وکان السامری اذ ذاك غائبًا الی مسافة بعيدة فی حرب بعض اعدائه فارسل وزيره الكبير المسمى بالبذ للقيام بمحاربتهم فسعوا فی حربهم سعيًا بليغًا وصرف اموالًا جزيلة وحاصرهم المسلمون ونيار السامری ووصل اليها المسلمون المجاهدون فی سبيل الله من بلدان كثيرة ـ ثم وصل السامری الی كاليكوت ونفد ما عندهم من القوت وانقطع طمعهم من وصوله اليهم من خارج القلعة فطلعوا جميع ما فيها فی مراكبها وقطعوا القلعة من الداخل بحيث لا يتبين لمن هو فی خارجها وركبوا فی مراكبهم وذهبوا وكان ذالك فی سادس عشر محرم الحرام سنة ٩٣٢ اثنين وثلاثين وقتل من ابتداء الحرب الی الفتح من نيار السامري والعمال والمسلمين اكثر من الفی نفس ـ فازداد بفتح القلعة غيظهم وعداوتهم للسامری والمسلمين واستدام ذالك مدة طويلة ـ وبعد ما اتفق المسلمون على حرب الافرنج هيئوا غرابانا صغارًا وخرجوا فی اسفارهم الی جزدات وغيرها بغير اوراقهم مستعدين الحرب بالفلفل والزنجبيل وغيرها فسلم بعضها والاكثر وقع فی قبضة الافرنج او سقط فی البر بسببهم فالدرمفتيون ومن تابعهم صالحوهم فی آخر ذالك الموسم وسافروا بأوراقهم على عادتهم المتقدمة فی مصالحة الافرنج ـ واما رعايا السامری ومن تبعهم فداموا على مخالفتهم لهم سنين عديدة حتى ضعفوا وافتقروا فی سنة ٩٣٥ خمس وثلاثين تقريبًا وسقط مركب من مراكب الافرنج عند تانور فی اوائل ايام المطر فاواهم راعيها اليه فارسل السامری اليه يطلب منه الافرنج الذين كانوا فيه والمال الذی كان فيه فلم يرد اليه شيئًا من ذالك ـ ثم وقع الصلح بينهم وبين راعی تانور ـ وسافر رعاياه باوراقهم واتفق هو والافرنج على بناء الافرنج قلعتهم فی شمال نهر فنان المتعلق براعی تانور لاضرار السامری المسافرين باجمعهم او تخريب فنان وخرج الافرنج بعد ذا

القصر من كشي فى مراكب وغربان مستعدين مستصحبين معهم الاحجار والنور وارسوا عند فنان ـ فمن فضل الله تعالى هبت ريح شديدة حتى سقطت مراكبهم فى جنوب بلينكوت ولم يسلم منها غراب واحد صغير وهلك جم غفير منهم ومن اتباعهم وعبيدهم غرق من غرق ومن طلع منهم الى البر قتلهم المسلمون وسلم جميع لتير من الماء يسورين عندهم وحصل السامري مدافعهم الكبار وخيب الله آمال الافرنج واعوانهم رحمة منه وفضلا ـ ثم فى سنة ٩٣٧ سبع او ثمان وثلاثين سافر رعايا السامري وغيرهم فى ثلاثين غرابا تقريبا فيهم على ابراهيم مركار وابن عمه كت ابراهيم مركار وغيرهما الكبراء الى جزرات للتجارة فدخل اكثرها فى جوجاري رسورت وبعضها فى بروج فقصدهم الافرنج فى غربان ومراكب فدخلوا فى نهر جوجاري وسورت واخذوا ما كان فيهما من الغربان واكثر الاموال ـ وسلم ما كان فى بروج وايضا وقع بقبضتهم قبل هذا التاريخ اكثر الغربان التى اشتغلها السلطان بهادر شاه الكجراتي (الجزراتي) نورضجيعه لمجاهدتهم ـ وكذا اكثر غربان المليبارتيين بمرات بتقدير الله وحكمه الغالب انا لله وانا اليه راجعون حتى ضعف المسلمون وافتقروا ـ

الفصل الخامس

فى بناء الافرنج قلعتهم فى شاليات وصلح السامري معهم مرة ثانية

وذلك ان واحدا من كبراء الافرنج خرج من كشي فى طريق البر

باسم الصلح خديعة ومكرًا اباسيفدان من السامرى وكان فى غاية المكر والدهاء
والحيلة وبينه وبين بعض كبراء تجار المسلمين معرفته ومعاملة ايام صلح السامرى
ووصل الى فنان ثم الى داعى تانور وجلس عنده حتى اصلح بينه وبين السامرى
فان السامرى الذى فتح قلعة كاليكوت كان ضعيفا وقليل العقل ومداوما
على استعمال المسكر وكان اخوه بنياذر وهو الذى يتولى السامرى بعد موته
توياذ اجراءة وهمة غير مطيع له على العادة المتقدمة فيما بينهم . فحصل لذالك راى
تانور والسامرى ومن وافقهما يتعصب به من يتولى بعد ذالك السامري وهو
بناء الافرنج القلعة فى شاليات فانها مر السامرى وعساكره وساؤا المسافرين
وبه يتعطل سفر بر العرب عن كاليكوت فانه بينها وبين شاليات دون
فرسخين . واذن لهم السامرى فى بناء القلعة فى شاليات بعد موافقة راعيها
ثم وصل اليها الافرنج فى مركب عظيم واستعداد تام مستصحبين معهم آلة بنائها
ودخلوا فى نهر شاليات فى آخر ربيع الآخر سنة ٩٣٨ ثمان وثلاثين وبنوا فيها
القلعة باستحكام تام وهدموا الجامع القديم الذى عمر فى اول دخول الاسلام
فى مليبار كما تقدم ذكره مع مسجدين آخرين وعمروا بما فيها من الاحجار القلعة
والبيعة . وفى اثناء بناء القلعة اخذ واحد من الافرنج حجرا واحدا من
احجار المسجد الجامع الذى تقدم ذكره فشكى مسلمو شاليات ذالك الى كبيرهم
فجاء هو بنفسه مع جماعة بالحجر والنورة فاصلح ذالك الموضع ببناء الحجر بالنورة
فسر بذالك المسلمون ورجعوا شاكرين . وفى ثانى ذالك اليوم جاؤا فى جمع
عظيم وهدموا جميع المسجد الجامع ولم يبقوا منه حجرا فشكى المسلمون اليه
فاجاب بانه داعى بلدكم باع لنا المسجد وموضعه فرجعوا محزونين وبعد ذالك
جمعوا فى مسجد صغير بعيد عنهم . ثم ان الملاعين حفروا قبور المسلمين واخذوا

اجارها الا تمام بناء قلعتهم وقبل تمام بناءها مات ذالك السامري وتولى اخوه المذكور مملكته وانقطع امر الصلح ثم انه حارب راعي شاليات وخرب بلدانه حتى دان للسامري وصالحه على ما يقتضيه عن فهم -

وفي تلك السنة وصل الامير مصطفى الرومي من مخا الى ديو جزرات بمدافع واموال جزيلة وكان الملك توغن بن ملك اياس متوليا فيها من جهة السلطان بهادرشاه وبعد وصوله اليها وصل الافرنج اليها بقصد اخذها فحاربهم الامير مصطفى الرومي المذكور ورماهم بالمدافع العظيمة فانهزموا باذن الله خائبين ذليلين خائفين -

الفصل السادس

في صلح السامري مع الافرنج مرة ثالثة وكان ذالك في سنة اربعين وتسعمائة

صالحهم السامري بشروط منها الاجازة في تسفير اربعة مراكب الى بر العرب من كاليكوت فسافرت المراكب في ذالك الموسم الى بر العرب وسافر رعاياه الى سائر البلدان باوراقهم - ثم خرج السامري لحرب راعي تانور فحاربه واتعبه حتى وقع الصلح بينهما على اعطاء الاراضي التي له قريب فنان والجزيرة التي له عند شاليات للسامري - وكان الافرنج الذي جاء من كشي لبناء قلعة شاليات متوسطا في الاصلاح بينهما وعقب وقوع الصلح بينهما جاء خواجه حسين سنجقدار الرومي وكنج على مركار اخو الفقيه

احمد مركار فى هدايا عظيمة من السلطان بهادر شاه للسامرى وبمال الطلب
مسلمى مليبار اليه يخرجوا الى جزرات لمحاربة الافرنج فى البحر فلم يتم ذالك
وكان دخولهما فى كاليكوت فى سادس عشر من ربيع الاول سنة ٩٤١ احدى واربعين

الفصل السابع

فى صلح السلطان بهادر شاه مع الافرنج واعطائه اياهم بندر ديو رحمه الله

وذالك انه فى اواخر تلك السنة توجه السلطان همايون بادشاه ابن
بابر بادشاه نور الله مرقدهما بعد ما ملك دهلى وولايتها الى جزرات
وخرب بعض مدنها وانهزم بهادر شاه رحمه الله . فارسل الى الافرنج خوفا
من همايون بادشاه طالبا لاعانتهم . فوصلوا اليه مسرعين ووقع بينه وبينهم
الاتفاق والصلح فاعطاه بنادر من بنادره مثل وسى ومهائم وغيرهما
فتملكوها واضافوا اليها ما قاربها من البلدان والاراضى . وحصل بذالك لهم
فوائد كثيرة وعظم امرهم وسلم ديو اليهم وامرهم باحكامها وجعل نصف
عشورها لهم فاحكموها واحصنوها . وكانت الافرنج يتمنون قبل ذالك حصولها
فى قبضتهم ووصلوا اليها بهذا القصد فى زمن ملك اياس ثم فى زمن
اولاده . فما تمكنوا بذالك بل رجعوا خائبين باذن الله تعالى . فلما وافق
بارادتهم ارادة الله تعالى سهل ذالك عليهم ثم قدر الله سبحانه وتعالى موته
على ايديهم فقتلوه وفقد جسده فى البحر انا لله وانا اليه راجعون وكان امر الله قدرا مقدورا

وكان قتله فى ثالث رمضان سنة ٩٤٣ ثلاث واربعين . فلما استشهد السلطان بهادر شاه تملكوا ديو جميعها واستقروا وذلك تقدير العزيز الحكيم . لا دافع لقضاء الله ولا راد لمراده وفى سنة ٩٤٤ اربع واربعين نزل الافرنج فى بروتور وقتلوا آكت ابراهيم مركار ابن عم على ابراهيم مركار وآخرين معه واحرقوا ورجعوا مع انهم مصالحون راعى تانور ورعاياه وهم اهل تانور وبروتور يسافرون فى البحر باوراقهم .

وسببه انه سفر المركب الى بندر جدة بالفلفل والزنجبيل لغير اوراقهم فانه البعض الامور اليهم السفر بالفلفل والزنجبيل خصوصا الى بندر جدة وخرج السامرى الى كدنكلور لحرب الافرنج وداعى كشى ووقف اياما ثم القى الله هيبتهم فى قلب السامرى فرجع منها من غير شيء . ثم ان الافرنج بنوا فيها قلعة وصارت حاجزا عظيما للسامرى عنهم ثم خرج على ابراهيم مركار ونفيه احمد مركار واخو كنج على مركار رحمهم الله فى سنة اثنين واربعين غرابا الى طرف قايل . فلما وصلوا الى بتياله ونزلوا فيها وتركوا فيها غربانهم ولبثوا فيها اياما وافسدوا ووصل الافرنج فى غربان اليهم وحاربوا واخذوا جميع الغربان التى كانت معهم بحكم الله وقدره واستشهد من استشهد .

وكان اخذها فى آخر شعبان سنة اربع واربعين وخرج الباقون من بتياله الى مليبار فلما وصلوا الى نلا بنط فى اثناء الطريق توفى على ابراهيم مركار فيها رحمه الله رحمة واسعة .

وفى منتصف شهر شوال من تلك السنة اخذ الافرنج اهلكهم الله اغربة اهل كايكات مقابل كنور .

الفصل الثامن

في وصول سليمان باشه الى ديو ونواحيها

وقد وصل في تلك السنة سليمان باشه وزير السلطان سليمان شاه المذكور في استعداد عظيم تام في نحو مائة من الغربان والبرشات وغيرها الى بندر عدن وقتل سلطانها الشيخ عامر بن داود رحمه الله مع بعض كبرائها وجعلها في قبضته ثم وصل الى جزرات فشرع في حرب ديو وكسر اكثر القلعة بالمدافع العظام السلطانية ثم القى الله هيبة الافرنج في قلب سليمان باشه فرجع من غير فتح الى مصر ثم الى الروم وذلك ما قدر الله سبحانه امتحاناً للعباد. ثم ان الافرنج اصلحوا المنكسر من القلعة واحكموها احكاماً بليغاً تاماً - وبعد سنة من موت ابراهيم مركار رحمه الله خرج فقيه احمد مركار واخوه كنج على مركار في احد عشر غراباً الى سيلان فوصل اليهم الافرنج وقاتلهم واخذوا الغربان التي كانت معهما واستشهد من استشهد - وخرج الباقون معهم المقدمان المذكوران الى داعي سيلان فقتلهما غيلة انا لله وانا اليه راجعون -

الفصل التاسع

في مصالحة السامري الافرنج مرة رابعة

وذالك ان الافرنج جاوا الى السامرى للصلح فصالحهم وكان السامرى حينئذ فى فنان وكان داعى تانور وداعى كدنكلور حاضرين فى الصلح وساعيين فيه وكان الصلح فى شهر شعبان سنة ٩٥٢ ستين وخمسين قتل الافرنج المقدم الكبير اللذى فى كنور وهو ابوبكر على مع صهره كنج صونى والاول خال على آدرجا والثانى ابوه رحمهما الله ووقع الخلاف بينهم اياما ثم صالحوهم -

الفصل العاشر

فى وقوع الخلاف بين السامرى والافرنج

وسببه انه وقع الاختلاف فى اول محرم سنة ٩٥٧ سبع وخمسين بين السامرى وبين واحد من دعاة مليبار اكبر معينى داعى كتنى ومملكته قريب كشى فى جنوبها وليسميه الافرنج صاحب الفلفل لما انه يجلب من بلاده كثير وصار من جملة معينى السامرى واعطى السامرى مملكته والتمس من السامرى ان يجعل اخاه رابغاله وهو من يصير سامريا بعد موته وبعد موت اثنين بعده - فجعله رابغا كما تقدم من انه من عادة اهل مليبار فلما رجع صاحب الفلفل الى بلده وصل اليه داعى كشى و الافرنج لحربه ووقع الحرب حتى هلك بالحريق وكان ذالك فى جمادى الاولى من تلك السنة - ولما وصل خبر هلاكه خرج السامرى من غير توقف من كاليكوت لحاربتهم ووصل الى بلد صاحب الفلفل وحارب الافرنج

وراعي كشي وصرف اموال الاجذيلة ورجع لا عليه ولا له - وفي ثامن جمادي الاخرى منها دخل جمع كثير من عساكر صاحب افلفل في كشي مع حيلة النهر بينهم وبينها واحرقوا كثيراً من بيوتها وحصلت الخسارة العظيمة لاهلها بذلك - وانما فعلوا هذا لكون راعيهم هلك في حرب راعي كشي والافرنج اخذهم اخذ عزيز مقتدر - وبهذا السبب وقع الاختلاف بين السامري والافرنج خرجوا من گووه في استعداد عظيم ونزلوا في ترکود واحرقوا اكثر بيوتها ودكاكينها والمسجد الجامع الذي فيها وذلك في صبيحة يوم السبت الرابع عشر من شهر شوال من السنة المذكورة - وفي ثاني ذلك اليوم نزلوا في فندرينه ودكاكينها والجامع الذي كان في اول ما عمر في مليبار وفي صبيحة يوم الخميس بعده نزلوا في فنان واحرقوا اكثر بيوتها واربعة مساجد منها الجامع الكبير الذي فيها واستشهد في كل من البلدان الثلاثة جمع - وفي آخر جمادي الاخرى سنة ٩٦٠ ستين وصل خبر وفاة الرئيس علي الرومي شهيداً في حرب الافرنج قبالة كوكرو ووقع الاغربة التي كانت معه في قبضتهم اهلكهم الله كما اهلك عاد وثمود انا لله وانا اليه راجعون ذلك تقدير العزيز العليم - وقبل ذلك اخذ بعض مراكب الافرنج ونزل في فن قايل تربية تويب قايل وكان يسكن فيها الافرنج وحاربهم وهزم من فيها من الافرنج وخربها - وفي رجب من سنة ٩٦٠ ستين وصل يوسف التركي من ديو محل الى فنان في غير الموسم بالمدافع الكبيرة واخذها من الافرنج سالكين فيها -

الفصل الحادي عشر

في مصالحة السامري الافرنج مرة خامسة

ولمّا تمادى امر الافرنج على هذا المنوال وازداد ضعف المسلمين
وفقرهم صالحهم السامري وسافرت رعيته باوراقهم كغيرهم. وكان الصلح في
اول محرم سنة ٦٣ ثلاث وستين.

وبعد نحو سنتين فاكثر منها وقع الاختلاف بين الافرنج وبين مسلمي كننور
ورمفتن وما حواليها وكانوا على الاختلاف دون سنتين ثم صالحوهم فساروا
باوراقهم كما تقدم من عادتهم. وقد اجتهد في جهادهم ايام الخلاف المقدم
الكبير علي ازاراجا وفقه الله للخيرات وسعى في ذلك سعيًا بليغًا وصرف
اموالًا ولكن لم يوافقه في ذلك راعيها كولتري وساير اهل بلاده. وفي
تلك الايام ذهب الافرنج الملاعين خذلهم الله في غربان الى جزائر مليبار
المتعلقة باذا راجا ارغامًا له ونزلوا في جزيرة اميني وقتلوا من اهلها جمعًا
كثيرين وسلبوا منهم اكثر من اربع مائة نفس من رجالهم ونسائهم ونهبوا اكثر ما
فيها من الاموال واحرقوا اكثر بيوتها ومساجدها وقبل دخولهم في اميني وصلوا
الى شيتلاكم وقتلوا بعض من فيها وسلبوا بعضهم واهل تلك الجزائر كلهم غفلٌ
لا سلاح لهم وليس فيهم من يقاتل ومع هذا استشهد منهم جماعة منهم قاضيها
وكان رجلًا فاضلًا صالحًا مسنًّا رحمه الله وامرأةٌ صالحةٌ وهم مع انهم ليس لهم
سلاح تسببوا في شهادتهم برميهم بالتراب والاحجار وضربهم بقطع من الاخشاب.
حتى قتلوهم رحمهم الله رحمةً واسعةً وجزائرها كثيرة ولكن كبارها التي هي مدنها
خمس جزائر اميني كورديب واندر كلفيني وتلكي ومن الصغار كثيرة العامرة
منها التي ولجيلا وشيتلاكم والله سبحانه تعالى لما اراد امتحان عبادة اهل
الافرنج ومكنهم في كثير من البنادر كبنادر مليبار وجزرات وكنكن وغيرها
واستولوا بحكمتهم واجتماع رأيهم على كثير من البلدان فبنوا القلعة في هرموز

وملست ودیو محل وشمطرة وملاك وملوکو ومیلاپور ونالك فتن والاکثرا
من بنادر سولند وبنادر كثيرة من سيلان ووصلوا الى الصين وصارت التجارة
لهم فى هذه البنادر وغيرها وتجار المسلمين فيها متذللون مطيعون لهم كالخدمة لا يمكن
لهم للتجارة الا فيما قلت رغبتهم فيه واما ما رغبوا فيه من البضائع وكثرت فائدته
فهو مختص بهم لا يمكن لغيرهم التجارة فيه - ففى اول امرهم قطعوا عن المسلمين من التجارة
تجارة الفلفل والزنجبيل ثم تجارة القرفة والقرنفل والبسباس وغيرها الـتى
لا فائدة فيها - ومن الاسفار سفر برّ العرب وملاقة وآشي ودناصري
وغيرها فلم يبق لمسلمي مليبار الا تجارة الفوفل والنارجيل والثوب ونحوها -
وسفر جزرات وكنكن وشتول مندل واطراف قايل وايضا بنوا قلعتهم
لمنع الارز من اهل مليبار فى هنور وباسلور ومنجلور فان الارز يجلب
منها الى مليبار وگووه وكذا الى برّ العرب وهم خذلهم الله صاروا يجلبون
البضائع من آفاق الاراضى وامتلؤا اطراف الاقطار وكثروا - وانقادت
لهم رعاة البنادر حتى صار الحكم فيها حكمهم وانقطعت اسفار البحر الا بامانهم
واوراقهم وكثرت تجاراتهم ومراكبهم وقلّت تجارات المسلمين الا فى مراكبهم
والقلعات التى بنوها لم يأخذها احدٌ الا السلطان المجاهد السلطان
على الآشى نور الله مرقده - فانه فتح شمطرة وجعلها دار الاسلام جزاه الله
عن المسلمين خير الجزاء - والى السامرى راعى بندر كاليكوت - فانه
فتح قلعتى كاليكوت وشاليات والى راعى سيلان فانه فتح جملة من
القلاع التى بنوا فيها ولكنها مستحكمة كغيرها - وكان الافرنج اول يراعون
امانهم واوراقهم فما كانوا يؤذون اصحاب المراكب الذى هو فيه ورقتهم
الا بسبب من الاسباب ثم من سنة ستين تقريبا صاروا يعطون

اصحاب المراكب الورقة عند السفر فاذا ظفروا بهم في الباحة اخذوا المراكب وما فيها
وقتلوا من فيها من المسلمين وغيرهم شر قتلة ذبحا واغراقا وربطهم بالحبال وادخال
كثيرين منهم في مثال الشباك واغراقهم في البحر - وفي سنة مذكورة او ما قبلها
اخذوا في كوه ه جمعا كثيرا من تجار المسلمين الجيوش واذنوهم بالرجوع الى البرية
وآذوهم حتى تنصر اكثرهم طائفا وخرجوا منها بمال من الاموال ثم رجعوا الى الاسلام
بحمد الله ولكن امرأة خبيثة الزموها بذا للعف فابت وامتحنت حتى قتلت بذلك -

الفصل الثاني عشر

في سبب الاختلاف بين السامري والافرنج وخروج الافرنج بحاربهم

ولما تعدد منهم هذا الفعل وامثاله وقلت حيلة المسلمين بانقطاع
سفرهم انتدب جماعة من اهل برفتن وتركود وفندرينه وغيرها في هيئته
غربان صغار وآلات حرب وخرجوا في الحرب بغير اذنهم وجاهدوهم واخذوا
جملة من غربانهم ومراكبهم ثم من اهل كابكاد والبندر الجديد وكالكوت وفنان
من رعايا السامري واخذ وكثيرا من مراكبهم وغربانهم واسروا كثيرين وحصل للمسلمين
اموال كثيرة منهم واراهم الله آثار النصر والفتح خلاف ما كانوا عهدوا الاولى في
حروبهم من غلبة الافرنج عليهم واخذوا ايضا جملة كثيرة من مراكب كفرة جزرات
وكنكن وغيرهم وقل اسفار الافرنج الا باحتراس تام او بين غربان ومراكب كثيرة -
فلما قل مال الكفرة شرعوا في نهب اموال المسلمين ظلما وعدوانا والسبب الاكثري

في ذالك ان اكثر اهل الغربان ضعفاء ليسوا باصحاب الاموال الكثيرة ولذا اغالب الغربان مشتركة بين جماعة فاذا الم يحصل لهم من اموال الكفرة ما يفي بمصروفهم اخذوا ما وجدوه ولو مال المسلم حتى يحصل لهم مثل ما صرفوه مع انهم يعاهدون وقت خروجهم ان لا يتعرضوا لمال المسلم فاذا اخذوا مال المسلم لا يردونه الى صاحبه اذ ليس فيهم من يحكم عليهم بالقوة - وداعي البلد يأخذ قسطا مما يأخذونه وقلما ما ينفع فيهم النهي المجرد الا من ملازمي التقوى - وقليل ما هم - وفي العشر الاوسط من رمضان سنة ٧٤ اربع وسبعين خرج من فنان اهل فنان وفندرينه وغيرهما في نحو اثني عشر غرابا واخذوا برشته الافرنج داصلة من بنجاله فيها الارز والسكر قبالة فنان -

وفي اليوم السبت الثامن جمادى الاخرى سنة ٧٦ ست وسبعين خرج من فنان اهل الغربان من اهل فنان وفندرينه وغيرهما في سبعة عشر غرابا فيهم كت بوكر واخذوا برشته كبيرة خرجت كشي فيه نحو الف من الافرنج الشجعا والمتنصرين وعبيدهم باستعداد تام فيها مال جليل قبالة شاليات ووقت الحرب وقعت النار في البرشته فاحترقت، وحصل للمسلمين بعض لمدافع الكبار - ووقع في جسمهم اكثر من مائة افرنجي من الشجعاء والكبراء غير الخدام والعبيد والباقون هلكوا اغرق بعضهم واحترق الآخرون والحمد لله على ذالك وعقب ايام ماضي من هذا خرج الى طريق قايل واطرافها وشولمندل وغيرها وكان فيها ثلاثة افيال صغار وجاؤا بها الى فنان وادخلوها في نهرها --

وفي العشر الاخير من جمادى الاخرى سنة ٧٨ ثمان وسبعين دخل كت بوكر المذكور ليلا في داخل نهر منجلور في ستة اغربة واحرق اكثر القلعة التي للافرنج فيها واخذ غرابا صغيرا وخرج منها سالما مع الاغربة التي كانت معه - فلما وصل قريب كنور لقي نحو خمسة عشر غرابا من غربان الافرنج محاربهم واستشهد وتقل جسده رحمه الله

تعالى رحمة واسعة - وما سلم مما معه من الاغربة الا غرابان وكان رحمه الله
خالص النية فى جهاد الافرنج خذلهم الله - ثم ان المقدم الكبير مقدم كنور على ازراجا
وفقه الله للخيرات لما راى تمادى ما حل بالمسلمين من الضعف والفقر الشديد
وتعطل التجارات بسبب الافرنج الملاعين ارسل الى السلطان الاعظم والشاه
الاكرم على عادلشاه نصره الله ووفقه لما يرضاه ادراقا فيها الشكاية عما حل بمسلمى
مليبار من ظلم الافرنج وايذائهم والاستعانة فى تخليص هولاء المستضعفين
من شرورهم بالجهاد فى سبيل الله مع هدايا فالقى الله سبحانه فى قلبه ان يتهيا
لحرب بندر گووه فانها دار مملكتهم فى الهند وكانت اولا من بنادر جدة الاعلى
رحمه الله - وايضا قد كان وقع الاتفاق بين عادل شاه ونظام شاه وفقهما الله
لرضاه عقب تخريب بجانگر وقتل داعيها ان يفتحا گووه وشيول وعقب وصول
اوراق آدراجا الى عادل شاه خرج هو ووزرائه وحطوا فوق گووه وشرعوا
فى حربهم ومنع الاقوات عنهم وارسل عادلشاه الى السامرى مرسوما ذكر فيه
شروعه فى حرب گووه والتمس منه اعانته ومنع القوة عنهم مع ان السامرى
ورعاياه يخالفونهم ويحاربونهم قبل ذالك لسنين عديدة - ووصل قاصده اليه
وهو فى شاليات مشتغل بحربهم وحط نظام شاه ووزرائه على شيول وشرعوا
فى الحرب وكسروا احصارها بالمدافع الكبار وكان فتحها ممكنا لكنه تهاون لسوء
الظن بعادل شاه وتعظيم امر الافرنج وترك الحرب وصالحهم - واما عادلشاه
نعذره فان گووه بعيدة عن عسكره والنهر حائل بينهما وهى حصينة منيعة
فيها حصن كثيرة لا يقدر عليها الا بتوفيق الله العزيز مع ان بعض وزرائه
اتفقوا مع الافرنج على اخذه وتولية غيره من اقاربه الذى كان فى گووه
عند الافرنج فاحس بذالك عادل شاه وخاف وخرج من العسكر خفية

فلما استقر طلبهم وحسمهم وعذبهم وازال نعمهم - ثم ان عادل شاه صالحهم لبعض الضرورات ولكن الافرنج فى هذه الفطرة قد حصنوا كووه تحصينا عظيما منيعا بحيث لا يقدر على الدخول فيها من خارج وذالك تقدير من الله العزيز الحكيم -

وايضا قد خدعه ونظام شاه ووزراهما واخذوا الرشوة من الافرنج اعداء الدين واوصلوا اليهم الارزاق واعانوهم جزاهم الله حق الجزاء -

الفصل الثالث عشر

فى حرب قلعة شاليات وفتحها

ولما قوى عزم السامرى على حرب قلعة شاليات لصدور بعض التعدى منهم وتحريض المسلمين له على ذالك وتاليدهم خصوصا فى ايام حرب كووه انتهز للفرصة فانهم لا يقدرون على ارسال المراكب والغربان فى ذالك الوقت للمدد ارسل اليهم بعض وزرائه واهل فنان وجمع من اهل شاليات ووافقهم فى الطريق اهل پرونور وتانور وبرپورانكاد فدخل هؤلاء المسلمون فى شاليات ليلة الاربعاء فى خامس وعشرين من شهر صفر سنة ٩٧٩ تسع وسبعين ووقع الحرب بينهم وبين الافرنج فى صبيحته فاحرقوا بيوتهم الخارجة من القلعة وبيعهم وهدموا القلعة البرانية واستشهد من المسلمين ثلاثة وقتل من الافرنج جماعة - فالتجاؤا الى القلعة الاصلية الحجرية واستقروا فيها فحاصرهم المسلمون بامر السامرى ووصل اليها المسلمون من سائر البلدان للجهاد وحفروا خنادق حول القلعة واحتاطوا فى المحاصرة فلم يصل

اليهم القوة الا نادراً خفية وصرف السامري لذالك اموالاً جذيلة - وبعد نحو شهرين من ابتداء الحرب وصل السامري بنفسه الى شاليات وحصل الاحتياط التام في المحاصرة حتى نفد ما عندهم من القوت واكلوا الكلاب واشالها من المستقذرات وكان يخرج بعضهم من القلعة في اكثر الايام من معهم من العبيد وممن تنصر ذكوراً واناثاً لقلة القوت - وارسل الافرنج القوت الى شاليات من كشي وكنور فلم يصل اليهم مع اجتهادهم ومقاتلتهم على ذالك الا قليلاً ليس مسداً - وفي ايام المحاصرة ارسلوا الى السامري يطلبون الصلح على تسليم بعض المدافع الكبار التي في القلعة والمال المصروف في الحرب مع زيادة فلم يرض به السامري مع ان وزرائه كانوا راضين به - فلما اضطروا بعدم القوت ولم يجدوا طريقاً للصلح ارسلوا الى السامري في ان تسلم القلعة وما فيها من الحوائج والمدافع ويخرجهم سالمين من القتل ولا يتعرض لما معهم ويوصلوا الى مامنهم فقبل ذالك السامري واخرجهم منها ليلة الاثنين السادس عشر من جمادى الاخرى ووفى لهم بذالك وارسل معهم ادلاء مع راجي تانور وهو الذي قبلهم واعانهم وكان باطناً معهم وظاهراً مع السامري وصرف عليهم ما يحتاجون اليه وجاءهم الى بلدة تانور ثم وصلت اليها غرابهم من كشي فحملهم فيها واحسن اليهم وجعل ذالك بدّاً لما عندهم ثم وصلوا الى كشي مقهورين مخزيين ثم ان السامري اخذ ما في القلعة من المدافع وغيرها وهدم القلعة حجراً حجراً وجعل موضعها كالصحراء ونقل اكثر الاحجار والاخشاب الى كاليكوت وسلم بعضها لعمارة المسجد الجامع القديم الذي هدموه عند بناء القلعة وسلم الارض التي بنوها فيها ومانحوها الى راجي شاليات على ما وقع القرار عند ابتداء الحرب وبعد ما حصل القلعة وما فيها بقبضة السامري وصل اليهم المدد من كوه في غربان ومراكب فرجعوا خائبين مخزيين باذن الله تعالى وحسن توفيقه وذالك من فضل الله علينا

وعلى المسلمين ورحمته -

الفصل الرابع عشر

فى بعض احوال الافرنج بعد فتح شاليات

اعلم ان الافرنج الملاعين بسبب فتح قلعة شاليات ازدادوا غيظا على غيظهم بعد الى عداوة للسامري والمسلمين يتفرصون الفرصة فى تخريب بلدان السامري وبناء القلعة فى فناء او شاليات مما يتعلق ضررهٗ بالسامري والمسلمين عوضا عن اخذ قلعة شاليات فما تيسر ذالك لهم الى تمام سنة ٩٨٧ سبع وثمانين الا انهم نزلوا فى شاليات واحرقوا بعض بيوتها وذكاكينها فى الثانى والعشرين من شهر شوال سنة ٩٨٥ ثمانين وفى السنة التى بعدها نزلوا فى بربورنكاد واستشهد من المسلمين اربعة ومات من الافرنج اكثر من ذالك وليس للافرنج ميل الى صلح السامري بعد اخذ حصار شاليات متحملين عليه وعلى المسلمين طالبين ثارهم ثم فى موسم سنة ٩٨٥ خمس وثمانين اخذوا من غربان الصغار المسافرة لجلب الارز من تلنار خمسين فاكثروا ستشهد من استشهد ووقع فى حبسهم من المسلمين واصحاب الجليب نحو ثلاثة الاف نفس حتى كادوا يتعطلون عن الخروج للتجارة وغيرها بتقدير الله العزيز الحليم لحكم ومصالح لا يعرفها الا هو واعظم الثواب الذى يحصل لهم بسبب الجهاد والشهادة والمصيبة والصبر ونرجو من الله سبحانه بعد عسر يسرا فان مع العسر يسرا ان مع العسر يسرا -

وفى اول موسم السنة المذكورة ايضا اخذ الافرنج لعنهم الله حملة من مراكب جزرات المسافرة من بندر سورت الى الهند بندر جدة المحروسة عند الرجوع منها مراكب للسلطان

الاجل السلطان جلال الدين اكبر بادشاه اعزه الله وانصاره - وكان فيها مال كثير فحصل بذلك الاختلاف بينه وبينهم ولم يهن على الافرنج خذلهم الله تسليم المال اليه لاجل الطمع لكثرته ونرجو من الله سبحانه ان يهدى السلطان جلال الدين الاكبر نصره الله نصرا عزيزا ويوفقه لمحاربتهم واخراجهم من دياره وبنادره مثل ديو وجزيرات ووسي وغيرها بهذا السبب ثم اخراجهم من سائر البنادر التى استولوا عليها باذن الله تعالى وحسن توفيقه - انه على ذالك قدير وبالاجابة جدير -

ثم انه قد دخل بعض اصحابه الاغربة فى نهر بندر عادل آباد فقصدهم الافرنج لياخذهم فدخلوا وراهم فلما لم يتمكنوا من اخذهم احرقوا البندر جميعه والغربان والمراكب التى فيها لهم وادراقهم من اهل درمفتن وكننور وغيرها ثم احرقوا بندر ترافتن ولذا اخذنا ئب بندر وابول حرمها الله مايه وخمسين نوبجيا من كبارهم وتسعا منهم خديقه فقتل اكثرهم وارسل بعضهم الى عادلشاه - ثم ان عادلشاه نصره الله عتق بعض وزرائه وعساكره ...... وغيرهم لان يوصلوا اليهم القوت عنهم - فلما وصل القاصد مع ما معه الى كوتكلم جبسه ومن معه راعيها وهو ثالث كولترى وهو الذى يتولى مملكته بعد موته وموت واحد بعده وكان ذالك باشارة من الافرنج ولكن هرب القاصد وحده خيفة وسلم واخذ راعيها جميع ما كان عنده من الاموال والهدايا وقد ارسل اليه آذراجا وكولترى الورقة فى رد الاموال والهدايا فلم ينفع ولو لم يهرب القاصد لسلمه ومن معه الى الافرنج - وكان ذالك فى سنة ٩٨٦ ست وثمانين وفى تلك السنة دخل على السامرى بعض كبراء الافرنج وتكلم معه فى امر الصلح وكان السامرى حينئذ فى بيت صنم محترم عند جميع الكفرة لمليبار تريب تدنكلور فرضى السامرى بذالك على ان يبنوا قلعتهم فى كاليكوت فالتمسوا بنائها فى فنان فلم يرض بذالك السامرى ثم ارسل السامرى الى كووه لاجل الصلح ثلاثة من المعتبرين من رعيته مع ذالك الافرنجى الذى كان يتكلم بالصلح فدخلوا كووه معه فتلقاه كبيرهم المسمى بيزريها بتعظيم واكرام زائد على الحد واحسن اليهم ثم رجعوا الى

السامری وانقطع امر الصلح لطلبهم بناء قلعتهم فی فنان وکان انقطاع امر الصلح سنة ٨٧ سبع وثمانین وفیها وقع الصلح بین عادل شاه والافرنج علی اعطاء اموال - ثم ان داعی کنتی تهیاء لحرب السامری لاخراجه من بیت الصنم المتقدم ذکره - وجمع جموعا کثیرین وارسل الی کبیر الافرنج بیزروا فی وصوله الیه لاعانته فی حرب السامری فارسل لذالك غربانا فاجتمعوا کلهم وحاربوا السامری مع کون جماعته قلیلین نخزل الله بفضله الافرنج وداعی کنتی وقتل من جماعتهم کثیرون وانهزموا ولم یصب السامری واصحابه ضررا مع قلتهم ثم خرجت غربان الافرنج من کنتی لتعطیل اسفار المسلمین واخذ مراکبهم وغربانهم خذلهم الله واخذهم اخذ عزیز مقتدر -

ثم فی موسم سنه ٩٠ تسعین او احدی وتسعین سنه ٩١ اشتدوا فی المرابطة علی متعلق السامری من اهل کالیکوت والبندر الجدید وکابکاترو فندرینه وترکود وفنان ولازموا علیها دوام الاوقات من اول الموسم الی آخره - فتعطل بذالك سفرهم بالکلیة والخروج منها الی البلد القریب وتعطل وصول الارز من تلناد ووقع فیها القحط العظیم الذی لم یعهد قط مثله لملازمتهم البنادر المذکورة من غیر فوت ولا تقصیر واخذوا مراکب وغربانا حتی انتشر لسان حالهم رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيْرًا -

ولکن فی موسم السنة الثانیة اتفق الافرنج الی کبیرهم وورد من عند الافرنج من رعیته الی السامری فرد المسلمون وهم قلیل الی السامری ووقع الوعد بین الافرنج والسامری بناء القلعة اذا وصل کبیرهم الی السامری فی الموسم الذی بعده -

وفی اول الموسم الذی بعده وصل اربعة مراکب من برتکال فیها کبیرهم

الذی عیّنہ سلطانہم - اثنان عند گووہ واثنان قریب کولم - فانعزل الکبیر
الذی کان اولا ثم لم یحصل الاجتماع بین السامری وکبیرہم الواصل فی ہذا الموسم
لم یواجہ السامری بل راح الی گووہ ولم یتوقف فی کالیکوت وکان السامری
مُہیّا اشیاءً کثیرۃً للاہداء الی کبیرہم عند الملاقات فلم ینفع ولما وصل الی
گووہ ارسل السامری بعض کبرائہ فوقع التلاقی والصلح - وحصل لرعایا
السفر الی بنادر گجرات وغیرہا کما کان قبل - وحصل من سفر مرکبین
من کالیکوت الی بر العرب فی آخر الموسم اصلح اللہ احوال المسلمین
وجبر کسرہم وقضی حوائجہم آمین

ای ابن کبیرہم

اطراف الاسما

فهرس مشتملات الكتاب

تطبیق الاسماء

Ashie, Achin	آشی
Arkad, Ariyakkad.	ارکاد
Amini, in Lacadive.	امینی لکادیو
Anderoo, Androth.	اندرو لکادیب
Baseloor,	باسلور
Bakkanur, Barkur,	باکنور
Baleez, Blaze.	بالیذ
Beit, Pit.	بت
Budpatan,	بدفتن
Ports of Arabia,	برالعرب (بنادر عربستان)
Bassi, Bassin.	بسی
Balinkot, Balliancota.	بلین کوٹ
New Port of Calicot,	بندر جدید
Betalah. Puttalam.	بیتالہ (پتلام)
Bezruo,	بیزرو
Poronur,	پرونور

Peravur	برپور
Provarankad	پروورن کاد
Puranakad	برون کاد
Tanur	تانور
Travankad, Travancore	تراون کاد
Tarkur, Trichur	ترکور
Tarkudi, Trikkodi	ترکودی
Taravarankad	ترورن کاد
Talnad	تلناد
Jurpatan, Cherupattanam	جرفتن
Islands of Malabar, Laccadive Islands.	جزائر مليبار
Gujerat,	جزرات - (گجرات)
Chanpa, Champa	چمپا
Dabool	دابل
Darfatan, Dharmapatam	درفتن
Dnasuree	دناصری
Diu	ديو
Diu-Mahal	ديومحل
Ceylon	سيلان
Shaliyat, Chaliyam	شاليات (چاليام)

Shatilakam	شتیلاکم
Shemtura, Sumatra	شمطرہ (سماٹرہ)
Sholmandal, Coromandel	شول منڈل- (کارومنڈل)
Sheiool, Chaul	شیول (چول)
Aden	عدن
Fonan, Ponani	فنان (پونانی)
Fandarinah, Pendarani	فندرینا (پندرانی)
Fun-Qaeel Cayal-Patanam	فن قایل
Qaeel, Cayal	قایل
Karapatan	قرافتن
Kabkad	کابکات
Calicut	کالیکوٹ
Caeel, Cayal	کایل
Codankaloor, Caranganore	کدن کلور
Cochin	کُشی (کوچین)
Kafamjala	کُفمجلا
Kalphini, Calpeni,	کلفنی
Kamhari, Cape Comorin	کمہری
Concon	کنکن
Kanjarkot	کنجرکوٹ
Cannanore	کنور

Peravur	بریور
Provarankad	برووِرن کاد
Puranakad	برون کاد
Tanur	تانور
Travankad, Travancore	تراون کاد
Tarkur, Trichur	ترکور
Tarkudi, Trikkodi	ترکودی
Taravarankad	ترورن کاد
Talnad	تلناد
Jurpatan, Cherupattanam	جرفتن
Islands of Malabar, Laccadive Islands.	جزائر ملیبار
Gujerat,	جزرات - (گجرات)
Chanpa, Champa	چمپا
Dabool	دابل
Darfatan, Dharmapatam	درفتن
Dnasuree	دناصری
Diu	دیو
Diu-Mahal	دیو محل
Ceylon	سیلان
Shaliyat, Chaliyam	شالیات (چالیام)

Shatilakam	شتیلاکم
Shamtura, Sumatra	شمطرہ (سماٹرہ)
Sholmandal, Coromandel	شول مندل۔ (کارومندل)
Sheiool, Chaul	شیول (چول)
Aden	عدن
Fonan, Ponani	فنان (پونانی)
Fandarinah, Pendarani	فندرینا (پندرانی)
Fun-Qaeel Cayal-Patanam	فن قایل
Qaeel, Cayal	قایل
Karapatan	قرافتن
Kabkad	کابکات
Calicut	کالیکوٹ
Caeel, Cayal	کایل
Codankaloor, Caranganore	کدن کلور
Cochin	کُشی (کوچین)
Kafamjala	کُفمجلا
Kalphini, Calpeni,	کلفنی
Kamhari, Cape Comorin	کمہری
Concon	کنکن
Kanjarkot	کنجرکوٹ
Cannanore	کننور

Koto-Kulam, Kuttattulam — کوتوکلم

Kordeeb — کوردیب

Kukur — کوکر

Koltari, Kolthari — کولتری

Kolam, Quilon — کولم

Goa — گوا (گوه)

Malacca — ملاقه

Malay — ملایو

Mascat — مسقط

Manici — منکی

Manjeloor, Mangalore — منجلور

Mahaeem — مهایم

Malabar — ملیبار

Mailapur, Mylapore — میلاپور

Naduvaram — نادورم

Nagapatam — ناگ فتن

Nella-Man — نلامنظ

Velivaram — ویلی ورم

Hormoz — هرموز

Honnor, Honawar — هنور

Heli-Marawi — هیلی مارآوی

استدراک

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱	۳	للسلمی	لسلمی
۹	۶	طبائعین	طائعین
۹	۷	مخزئین	مخذمین
۹	۷	جمیعًا	جمعًا
۹	۱۱	وازینوا	واذنبوا
۹	۱۴	مفوا	مضوا
۹	۱۶	ومارو	وصاروا
۹	۱۹	لقلتہ	لقلۃ
۱۰	۸	سیرۃ	یسیرۃ
۶	۱۶	سند	سنہ
۱۴	۱۷	اوردرمفتن	اودرمفتن
۱۵	۱۱	عنہ	عند
۱۶	۱۰	سفر	سفرۃ
۱۷	۴	ترد	یرد
۱۸	۷	حروجھم	حروبھم
۱۹	۷	اغوۃ	اخوۃ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۹	۱۷	فیذنون	فیزیون
۲۰	۶	الذینین	الدنیین
〃	۹	هواءفی	هوادنی
〃	۱۸	الدینیوت	الدنیون
〃	۲۰	الذنیین	الدنیین
〃	۲۰	آلاتی	اللّتی
〃	۲۱	حاما	فاما
۲۱	۳	الخیّاط	الخیوط
۲۱	۱۱	بلاءٌ	بلاد
۲۳	۲	کثیر	کشتی
۲۳	۹	جاوانی	جاءوانی
۲۴	۹	کثیر	کشتی
۲۴	۱۲	کثیر	کشتی
۲۵	۱	نایه	نایر
۲۵	۲	بالری	بالرمی
۲۸	۳	ازنبوا	اذنبوا
۲۹	۱۰	رعیشا	رعیتنا
۳۱	۵	لجرامهم	لجرمهم
۳۴	۵	المائسورین	الماسورین
۳۵	۱	باسیفدان	باستیذان
۳۶	۵	بمرانع	بمانع
۳۸	۸	البعض	البغض
۴۰	۳	ستین	ثمنتین
۴۲	۱۹	کنجلا	کفجلا

صفحه	سطر	خطا	صواب
٤٣	٩	شتول مندل	شول مندل
٤٤	٦	خبيثة	حبشية
٤٤	٩	يرفتن	بدنفتن
٤٥	٦	الاس	الامن (كان)
٤٦	٨	جدة الاعلى	جدّه الاعلى
٤٨	١٥	متحزئين	مخذئين
٤٨	٢١	مخزئين	مخذئين
٥٠	٢	الطلح	الصلح

